482

ترجمۂ شاستر دیبی رُدر وانر تنتر بابت جنگ گورے بھیرون جی و
مہاراجہ رام چندر جی بمقام ہنگلاج منظوم کردہ محمدؐ عبداللہ
ہیڈ کانسٹبل متعینۂ کوتوالی شہر آگرہ
ساکن قصبۂ جلیسر ضلع ایٹہ محلہ افغانان

مع تصاویر

۱۸۹۸ء

بھیرون بچے

مطبع امان پریس آگرہ مین چھپا

اشتہار

اس کتاب کا حق تصنیف مصنف نے محفوظ رکھا ہے کسیکو نہین دیا
اور نیز کتاب ہذا حسب منشاء قانون بست و پنجم ۱۸۶۷ عیسوی
داخل رجسٹری سرکار انگلشیہ ہو گئی ہے ۔ لہذا کوئی صاحب بلا اجازت
مصنف کے قصد چھاپنے ہندی یا اردو کا نفرماوین یعنی ترجمہ
بھی اسکا ہندی مین نکرین فائدہ سمجھ کر نقصان نہ اوٹھاوین جسقدر
جلدون کی ضرورت ہووے درخواست اپنی بر مکان لالہ نراین
خزانچی پولس سکنہ محلہ سیٹھ گلی آگرہ بنام مشتہر یا بنام لالہ صاحب
موصوف کے بھیجدیوین کہ بسبیل پارسل قیمت طلب روانہ کردیجاینگی
اور جو کتب کسی جگہ بلا دستخط و مہر مصنف کے پائی جاویگی وہ مال
مسروقہ شمار کیجاویگی ۔ فقط

المشتہر

محمد عبد اللہ ہیڈ کانسٹبل کوتوالی آگرہ

ترجمہ شاستر دیبی نڑوانڑ تنتر بابت جنگ گورے بھیرون جی و مہاراج
رام چندر جی بمقام ہنگلاج منظوم کردۂ محمد عبداللہ ہیڈ کانسٹبل
متعینہ کوتوالی آگرہ ساکن قصبۂ جلیسر ضلع ایٹہ محلہ افغانان

مع تصاویر
بھیرون جی

۱۸۹۸ء

مطبع امان پریس آگرہ مین طبع ہوا

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع حمد باری تعالیٰ ونعت رسول مقبول

لکھون پہلے حمد خداے جہان
کہ ہے جسکے قبضہ مین کون ومکان

بھرا پہلے دیؤن سے سارا جہان
بشر بھیجکر پھر لیا امتحان

کہان حمد ہوا وسکی مجھ سے ادا
نہین لایق حمد ہے منہ مرا

کرون اب مین نعت پیمغبر بیان
محمد نبی شافع آستان

ہوا پیشتر آپکا سب سے نور
ہوا نور اقدس سے جی سب ظہور

نکرتا جو پیدا وہ نور نبی
تو ظاہر نکرتا خدائی کبھی

لکھون وصف کس منہ سے اوس شاہ کا
کہ مداح ہو خاص جسکا خدا

بر اصحاب آن شاہ والا تبار
سلام رسانم بآن صد ہزار

بر اولاد بر آل وآن شہر یار
درودے رسانم بدل صد ہزار

سبب تالیف کتاب وتوصیف پنڈت ٹیکا رام رمل شاستری کاشمیری وارد حال مندرسولی کٹرہ شہر آگرہ ؎

مین اب لون سمند قلم کی عنان
لکھون اپنے اک مہربانکا بیان

ہین پنڈت بڑی ذات مین برہمن
ہے کشمیر مین خاص اونکا وطن

بہت دن سے ہین وارد آگرہ
تہ طالع مین ناقص ہے کوئی گرہ

جو سوتی کے کٹرہ مین مندر ہے ایک
ہوئے حال ہین کچھ وہانسا او وہ بس
گئی ہے سڑک جو سوے اسپتال
ملا ہی سڑک سے او نہونکا مکان
سوا اسکے یہ اور سن لو ذرے
بس اب اونکا ظاہر کرون یا نہ نام
گرو کا بھی بتلاؤن اونکے پتا
زبان زد ہے اونکو سدا اسم رام
سوا اسکے بہیرونکا رکھتے ہین انسٹ
طریقہ مین اپنے وہ ہین بیمثال
گر دبر جمی انکی پوری درشت
سوا اسکے رمال ہین دلپذیر
ہے اس فن مین انکا درخشان علم
مروت محبت کے گوہر ہین یہ
جو باتین ہین انکی وہ سب دلپذیر
تمنائے دل اونکی ہے سر بسر
اور اک بھائی اونکے جو ہین با ادب
رکھین اونے بھیر دن جی انبی دیا
سنو ایکدن کا یہ ہے ماجرا
خوشی تھا مہاراج کا جو مزاج
ہوئی رام بھیرونسے کچھ وانجو جنگ

رہے وان وہ عرصہ تلک مرد نیک
کہ اب لیلیا اک مکان اوسکے پاس
رکھو وقت رفتن سوے چپ خیال
یہی خاص ہے اوس مکان کا نشان
وہ بیٹھک جو ہے اونکی ہے دو دری
وہ مشہور ہین شہر مین ٹیکا رام
مین دون نام اونکا بھی سکو بتا
ہین پنڈت بڑے گوری دت اونکا نام
کیا جسنے کل راجپوتونکا ہی نشٹ
وہ رکھتے ہین ہر فن مین کسب و کمال
انھونکو بھی ہے گوری بہیرونکا اشٹ
نہین شہر مین کوئی انکی نظیر ✢
ہے تسدیس تثلیث زیر قلم ✢
لیاقت صداقت کے جوہر ہیں یہ
طریقہ کے ہین اپنے کامل فقیر
ٹیک ناتھ رکھین کرم کی نظر ✢
وہ ہین جوتی پرشاد شہر بالقب
کرین اونیہ مصروف لطف و عطا
کہ مین پاس پنڈت کے موجود تھا
کہا سمت پچھم ہے اک ہنگلاج
کیا مجھ سے سب وہ بیان بیدرنگ

کہا مجھ سے پھر اسکو تو نظم کر — بخاطر ہمارے بس اب عزم کر
بہت اونسے انکار مین نے کیا — کہ مین نظم کرنا نہین جانتا
لیاقت نہین جب مجھے اسقدر — بزرگون مین کس طور سے یہ ہنر
مین شعر و سخن کچھ نہین جانتا — لو نہین اپنے لیتا ہون کچھ بکا
ہے مشکل بہت شعر گوئی کا فن — کہون گر نہین مجھ پہ اہل سخن
مین علم عروضی سے ماہر نہین — وے حکم عالی سے باہر نہین
سوا اسکے ہی کچھ نہ ہندی مین دخل — یہین لون شاستر سے بھلا کیونکہ نقل
وہ بولے کہ ہم سب بتا دیوین گے — سب اردو مین تجھ کو لکھا دیوینگے
چھپائی بہت اونسے مین نے جان — مگر وہ نمانے مرے مہربان +
بہت جبکہ اصرار اون کا بڑھا — تو ناچار پھر نظم کرنا پڑا
کیا شاستر مین سے یہ انتخاب — بدالنست اپنے لکھا لاجواب
لیا کھینچ جب عطر نثر انثر تکثر — بنی پھر تو یہ ایک نایاب عطر
یہ ہے عرض اب پیش اہل سخن — نہ ہون منتظر میری وہ طعنہ زن
جو معلوم ہو کوئی غلطی اگر — عنایت سے اپنی کرین درگذر
تو احسان گر اسمین اصلاح دین — نہ کچھ طعن تشنیع مجھ پر کرین +
نہین ہون لکھ چکا یہ تو اپنا حال — نہ شعر و سخن مین ہے مجھ کو کمال
کرون اب مین اس ذکر کا اختتام — سنو لوگے قصہ کا مطلب تمام +

آغاز داستان احوال گورے بھیرون جی عرف ٹہنکناتہ حلیہ

بس اب یانسے آغاز ہے داستان — سنو گورے بھیرون کا آگر بیان
اسے شاستر ہندونسے نکال — سناتا ہون اب شاہ دیوانکا حال

اب اس جا پہ ہون سبکو دیتا جتا
مہادیو کالی جو ہین ذی حشم
کرون یلنسے اب خاص حلیہ بیان
کلان سر ہے اور ہاتھ رکھتے ہین جابجا
بیکدست سر مردم خوار ہے
سویم مین جو قدح دم غول ہے
مٹادے نشان عدو بین ہین
سوا اسکے آنکھونکا ہے سرخ رنگ
الف دار سیندور کا جگمگا
گلے بیچ منڈونکی مالا ہے یون
ہین ترسان ولرزان سدا اوس سے بھوت
ہلاوے وہ غصہ سی جب سر کے بال
ہین بکھرے ولانبے جو ہین سر کے بال
اور اک شیر کی کھال کا جانگیا
کمر اور پانوں مین گھونگرو بندھے ہے
مے سحر کے نشہ مین مست رہے
بحال غضب جبکہ آوے جنون
بھرے راچھسو نسی لیا باج ہے
برستا ہے تن پر سدا اوسکے جوگ
سوا اسکے پوری کچوری وگوشت
لکھون جنگ کا اوسکا اب کچھ بیان

جتاتا ہون ماتا پتا کا پتا
لیا گھر ہین بھیرون نے انکو ضنم
کہ ہون سنکے حیرت مین پیروجوان
ہین دشمن کی دشمن و یارونکی یار
دگر ہاتھ مین اوسکے تلوار ہے
تو دست چہارم مین ترسول ہے
اوسے حق نے دین اسلحی چشم تین
کہ ہو دیکھکر جسکو مریخ دنگ
جبین پر ہے اک اوسکے قشقا کھنچا
کہ مہتاب کی گرد حالا ہو جون
ملی راکھ کی اوسکے تن پر بھبھوت
پڑے آسمان و زمین پر وبال
بنارس کا ہے خاص کرکوتوال
وہ پہنے ہوئے ہی بہت خوشنما
کہ ناچ اور گانے ہین تا لطف دے
بڑا دیوتا یہ زبردست ہے
پلا دیوے راچھس کا کتون کو خون
وہ کل دیوتاؤنکا سرتاج ہے
سو ہین بھوگ کا اوسکو لگتا ہے بھوگ
لگاتے ہین یہ بھی جو ہین لوگ دوست
شجاعت کا مضمون ہو جس سے عیان

سنو صاحبو بانہ بکر تم حسبھا	یہ قصہ نہیں بلکہ ہے یہ کتھا



داستان درحالات روانگی مہاراجہ رام چندر جی بعد فتح لنکا بمقام ہنگلاج برائے درشن بھگوتی جی و مزاحمت نمودن ٹنک ناتھ بابت ملاقات و بودن تکرار و بحث باہمی۔

زبان کھول اے خامۂ خوش بیان — سنا مجھکو اب جلد یہ داستان
گئے رام لنکا سے کیون ہنگلاج — ہوا جا کے کیون دانیہ برہم مزاج
ٹنک ناتھ سے کیون ہوئی وانیہ جنگ — یہ تحقیق اسکو سنا بیدرنگ۔
چنان گفت اے عندلیب کہن — کہ راندم بیک شاستر این سخن
کہ در شہر لنکا سری رام چند — چو از قتل راون شدہ بہرہ مند
کیا ایک دن دل سے یہ مشورہ — کہ تھا خون راون نہ ہم پر روا
ہین ہم چھتری اور وہ تھا برہمن — نہ لایق شدین کار بر خویشتن +
درین امر کردم نہ کار ثواب — نہادیم بر گردن خود عذاب
لگا سوچنے صاحب عقل و ہوش — کہ ہو دور کس طور سے اب یہ دوش
کچھ اک دیر تک کر تامل ذرا — کیا دل سے پھر اپنے یہ مشورہ
کرین اب نہ دنیا کا کچھ کام و کاج — چلین یہان سی سیدھے سوی ہنگلاج
وہان چلکے آنکھونکو روشن کرین — سری بھگوتی جی کے درشن کرین
یہ کام اپنا اوس جا نکل جائیگا — جو ہے بار گردن سے ٹل جائیگا
غرض دل مین یہ بات تجویز کر — بھبھیکن کے سر پر رکھا تاج زر
سپرد اوسکے لنکا کا کر تخت و تاج — چلے پھر درشن سوے ہنگلاج
بتاؤن کہ ہی ہنگلاج اب جہان — وہ ہے ملک افغان مین اک مکان
تھا ہمراہ مین اونکے لشکر کثیر — بہت دیوتا اور برنا و پیر

وہ تھا ساتھ لشکر جو لاانتہا
کہ کرتے نہ ہم گرچہ کوشش سبھی
نہ ممکن تھی تنہا فقط تاب رام
اگر رام لڑتے وہان عمر بھر
ہنومان کو بھی یہ گذرا خیال
خبر آکے جب رام کو مینے دی
سنجیون کے بوٹے نہ ہوتا جو لا
وہ آہراون دیوزاد کلان
ہماری بدولت ہوا سب یہ کام
وہ انگد پسر بال نے یون کہا +
ہنم مرد میدان ناوک فگن
نبازم کہ امر لایق سروری
نل و نیل بھی یون ہوے ہمکلام
مگر شاہ نے قدر مطلق نہ کی
کیا ہم نے اسطور جب کار سخت
نہ ہم باندھتے گر سمندر کا پل
اسی طور ہر اک تھا پر از غرور
ہوئی رام کو الغرض یہ خبر
یہ سن دلمین کہنے لگا شہریار
ہوا اسکے گوشہ کا برہم مزاج
تنک نانہ سے جا بھڑا یکبیک

گیا زعم یہ سبکے دل مین سما +
تو ہوتی نہ یہ فتح لنکا کبھی +
کہ راون کا وہ کام کرتے تمام
تو ہوتا نہ اک برج لنکا کا سر
کہ سیتا کا ملنا تھا از بس محال
ملی جاکے تب رام کو جان کی
تو لچھمن کا اوس جا پہ تھا فیصلا
ہٹا رام و لچھمن کا وہ تا لنشان
چھٹے اوسکے چنگل سے لچھمن و رام
ہمین نے دیا صرف لنکا کو ڈہا
کشندہ منم راون و آہرمن
کہ دارم بہ ہر یک جوان برتری
کیا قتل دیوونکو ہم نے تمام
نہ اس جانفشانی کی کچھ داد دی
ملا رام کو تب یہ لنکا کا تخت
تو مرجاتی اسپار ہی فوج کل
سمجھتا تھا ہر شخص اپنے کو دور
کہ لشکر مین نخوت کا ہی درد سر
کہ شامت ہوئی انکے سر پر سوار
یہ تجویز کی پھر کہ در ہنگام جنگ
انہیں اوس جوان سے لڑا دیجیے

اکیلا وہ کرویگا اک اک کو ٹھیک
بہت جلگیا غم سے اب انکا دماغ
غرض جبکہ وہ صاحب تخت و تاج
فرو کش ہوا جا کے لشکر وہان
بنا بھگوتی جی کا مٹھ ہے جہان
ہوئی پہلی دیوڑہی پہ جسدم گذر
کہ اول کی ڈیوڑہی کے در پر اڑے
انگار ونپہ ہین باٹیان سینکتے
ہنک جی نے پوچھی انہونسے یہ بات
ہوا اونسے اک نوجوان ہمکلام
کہا کون ہے رام مجھکو بتا
کہا رام ظاہر مین سالک ہے وہ
یہ سنکر کے بھیرون کو آئی نہ تاب
کہا مالک وہ اللہ ہے یعنے خدا
ہنک جی سے اسطور سنکر کلام
ہنومان وانگد وہ نل اور نیل
بڑہی جبکہ ہمت اونہون کی دوچند
لگے آپ سنکر یہ الفسداد +
ہوا بند جسدم در گفتگو ... +
رکھا جو ہین ڈیوڑہی کے اندر قدم
کہا خواب راحت مین ہین مائی جی

یہانتک کہ لنگے ملیگی نہ بھیک
مناسب ہی کھاوین اگر مغز زاغ
مع فوج پہنچا جو در ہنگلاج
گئے شہر مین فوج کے مردمان
تعلق ہین اوس مٹھ کے نو ڈیوڑہیان
تو کیا دیکھتے ہین وہان یہ بشر
یہ بھیرون ہین جو کی یہ مائی کھڑے
انھین دیکھکر سب عجب مین رہے
کہ آئے ہو تم سب یہان کسکے ساتھ
کہ آئی ہے یہ فوج ہمراہ رام
کہ لایا ہے جو فوج اس جا چڑہا
سوا اسکے دنیا کا مالک ہے وہ
دیا اوسکو اس بات کا یون جواب
کہان سے یہ پیدا ہوا دوسرا
ہوئے ایکدم سے وہ برہم تمام
لگے غیظ سے کرنے یہ قال و قیل
تو آگہ ہوا اس راز سے رامچند
کیا بند جو کچھ سپہ تھا فساد
چلے بھگوتی پاس وہ نیک خو
ہنک جی مزاحم ہوئے ایکدم
یہ ہے حکم آگے نہ پاوے کوئی

سوا اسکے مجکو یہ ارشاد ہے
نہ آوے کسیکا کوئی کام ہو
بس اب یان سے تم سب لوگ جاؤ
جو ہو دل مین اسکے سوا کچھ ہوس
پکار و گے تم الامان الامان
یہ سنکر شہنشہ نے با صد عتاب
بہت ہمکو آتا ہے تجھ پر عجب
ہوا اسدم ہمین بھگوتی کا خیال
کہ یون بے محابانہ اور بے لگام
اسی مین بس اب جا نکل خیر جان
اگر چھیڑ کی تو مل دونگا کان
ٹنگ جی یہ بولے جواب ہو سو ہو
یہ بہتر ہے بس اوٹھ جاؤ سبھی
تمہاری نہیں فوج کا مجھ کو غم
مری گوشمالی بہت ہے محال

وہ ارشاد اچھی طرح یاد ہے
وہ ہو ویوتا یا کہ خود رام ہو
چلے جاؤ آئے جدہر سے اودہر
تو یہ دیکھ لو تیغ بران ہے بس
کسیکا نہ باقی رکھونگا نشان
یہ فرمایا اے طفل خانہ خراب
بڑا تو ہے گستاخ اور بے ادب
وگرنہ تیری تھی نہ اتنی مجال
یہ تندی و سختی سے کرتا کلام
ہمارا نہ ہو سد رہ این زمان
جو دیکھتا ہے سب پست ہوگا گمان
سمالونگا مین لاکھ گر تم کھو
مین ملنے کو جانے ندونگا کبھی
سمجھتا ہون روباہ سے اونکو کم
قیامت ہو پر یا ہلا دون جو بال

مصاف اول حملہ کردن جوانان فوج شاہ برائے گرفتاری ٹنگناتھ بحکم سری رامچندر جی وکشتہ شدن مردان جنگ بدست ٹنگناتھ ازگولہ باٹیان و گریختن از میدان جنگ و رسیدن بحال پریشان روبروے شاہ وعرض نمودن حقیقت کارزار



گروں اب داستان جنگ اول رقم
گیا دونوں جانب سما ولیس پیچ

چھپک اب تو اسے عند لیب قلم
ہا ہتھیار کرنا بس اب ششش و پنج

پڑا آکے ہاتھیون کیا گھیلا
دلی جو جوابات بھیرون نے سخت
تمامی سران سپہ کو بلا
کہ فوراً بٹک ناتھ پر جا گرو
مناسب جو تدبیر جانو کرو
پکڑ کر کے دو زیر بند ونکی مار
نہ ہو در گزر اوسکی ہرگز خطا
یہ سنکر کے فوج شہ نامدار
بہادر جوان بھی لسبان دلیر
جو تلوار تھی اوسکو توڑ ہر دیا
اوٹھا ہاتھیونکا کمیا جبکہ وار
منور کیا باپ اور ماکا نام
روان زمین تھا وہ جوان اسطرح
گیا ہوکے جس سمت حملہ کنان
پکڑ کر دئے ہاتھ صدہا جھٹک
ہوئی فوج یہ دیکھکر حال دنگ
بہت گریہ کی سب نے تیرونکی مار
اگرچہ لڑائی فراوان ہوئی +
مگر کچھ جوان کو نہ پہنچا ضرر
جوان کی مگر ہاتھیون سے تمام
ملی سیکڑون جب تہ خون و خاک

بس اب دیکھئے کیونکہ ہو فیصلا
بہر اغیظ مین شاہ فیروز بخت
دیا حکم اکدم یہ سب کو سنا
ذرا بھی نہ مہلت سنبھلنے کی دو
غرض یہ کہ اوس طفل کو باندھ لو
نہ چھوڑو کرے لاکھ گروہ پکار
ضروری ہے اوس بے ادب کو سزا
پڑی گوش میں تلخ ایک بار
شدہ حملہ در آن زمان مثل شیر
فقط کام اون ہاتھیون سے لیا
تو گولونکی پڑنے لگی اونپہ مار
دیا ہاتھیون نے وہ گولونکا کام
پھر سے سنبھل دمان جسطرح
دئے ہاتھ سے صدہا کچل پہلوان
ہزارونکو مارا زمین پر پٹک
چلانے لگے پھر تو تیر و تفنگ +
اثر ہی شد نہ بر آن جوان زینہار
بہت بارش تیر و پیکان ہوئی
کیا کچھ نہ تیرون نے اسپر اثر
ہزاروں ہی کشتہ ہوئی فوج رام
تو میدان سے کھاگئے وہ سب دردناک

گئے پیشتر تیغ کے وہ مغرور ہو -
غرض چھوڑ میدان بحال تباہ
شہنشاہ سے جاکے یون عرض کی
کرین کیونکہ اوس مرد میداﷲ جنگ جب
بہت ہم نے حربہ کیئے وقت کار
نہ چلتا ہی اپنا کوئی اوسپہ ریو
جگر دل ہین پانے سیان تیغ کے ستم
ہمین ہاتھ سے قتل اپنے کرو
نہ اب ہم مین طاقت ہی اے شہریار
سنا شاہ نے فوج سے جب یہ حال
بلاکر ہنومان سے یون کہا
ہوئی فوج یکسر خراب و تباہ
تعجب کہ یک مرد میدانکا آہ
کہا فوج نے اسے ختم نام دار
کہا شہ نے لشکر سے بس چپ رہو
ہنومان سے پھر کہا اے رفیق
نل اور نیل کو اپنے ہمراہ لے
نہ راون سے ہی سخت تر یہ جوان
پکڑ لائے زندہ جو کوئی سوار
نہ بند ہی اوسکے رستے سی ہو بند بند
تو دین اوسکو ہم خلعت زر نگار

اوڑے بعد مین شل کا فور ہو
ہوئی شفق پھر وہ یکسر سیاہ
نہ اب جنگ کی ہمکو طاقت رہی
نہ ہو کار گر جسپہ تیغ و خدنگ
نہ ہرگز ہوا کارگر کوئی وار
نہ انکا مین دیکھا کوئی ایسا دیو
کرین کسطرح اوس سے پیکار ہم
مگر جنگ کا حکم ہرگز نہ دو
ٹک ناتھ سی جو کرین کارزار
ہوئین یکدم طیش سے چشم لال
بوقت سحر تو پئے جنگ جب
تو جا فوج کا تیغ کے پشت و پناہ
بھگا دے پریشان کرکے سپاہ
وہ یک تن تو غالب ہی بر صد ہزار
نہ اب بزدلی تم زیادہ کرو
نہین کوئی تجھ سے زیادہ شفیق
روانہ ہو تو واسطے جنگ کے
گرفتار کرکے اوسے لا یہان
اور اسطور سے اوسکا ہو حال زار
پڑی ہو گلے بیچ اوسکے کمند
علاوہ برابن سیم و زر بیشمار

جو زندہ نہ قابو مین آوے اگر / تو لازم ہے ہر شخص و ہر مرد پر
کرے قتل یا خستہ کوئی دلیر / غرض وہ کرے ہو وہ جسطرح زیر
ہنومان نے سنکے سر کو جھکا / قدم بوس ہو شاہ سے یون کہا
مدد مجکو ہرگز نہ درکار ہے / اوسے باندہ لانا نہ دشوار ہے
کرین شاہ تشویش دل سے بدر / پکڑ لاؤن زندہ بوقت سحر
ہنومان سے شاہ سن یہ بیان / کہا فوج سے اپنے یون آنزمان
کہ اسوقت سب اپنے خیمونکو جاؤ / کرو جاکے آرام کھانے کو کھاؤ
سحر کو ہنومان کے جاکے ساتھ / پکڑ لاؤ پھر اونکو باندہ اوسکے ہاتھ
یہ سن حکم شہ فوج کے پہلوان / گئے اپنے خیمون مین ہو شادمان
اب اس ذکر کو اس جگہ چھوڑ کر / سناؤن ٹبک ناتھ کی کچھ خبر
کہ اسنے نہ ہرگز کیا شب کو خواب / لگا پھینکنے باٹیان بے حساب
نہ پائی تھی لینے ذرا فوج دم / کہ گرنے لگین باٹیان دم بدم
بہا پھر تو سر پھٹ کے صدہا کا خون / ہزارون ہوئے پیچھہ بندر زبون
مچا پھر تو اوسجا وہ شور و بکا / کہ گویا ہوئی وان قیامت بپا
غرض اسنے دم بند ایسا کیا / کہ سویا نہ خود اور نہ سونے دیا
بلا باٹیون سے وہ نازل ہوئی / رہی رات بھر فوج مین کھلبلی

داستان دربیان احوال روز دویم رفتن ہنومان جی معہ انگد و نل و نیل با فوج جرار بنا بر گرفتاری ٹبک ناتھ بموجب حکم مہاراجہ رام چندر جی در میدان کارزار

مین اب توسن طبع کو کرکے رام / کرون یان سے یون جست کر خوش خرام

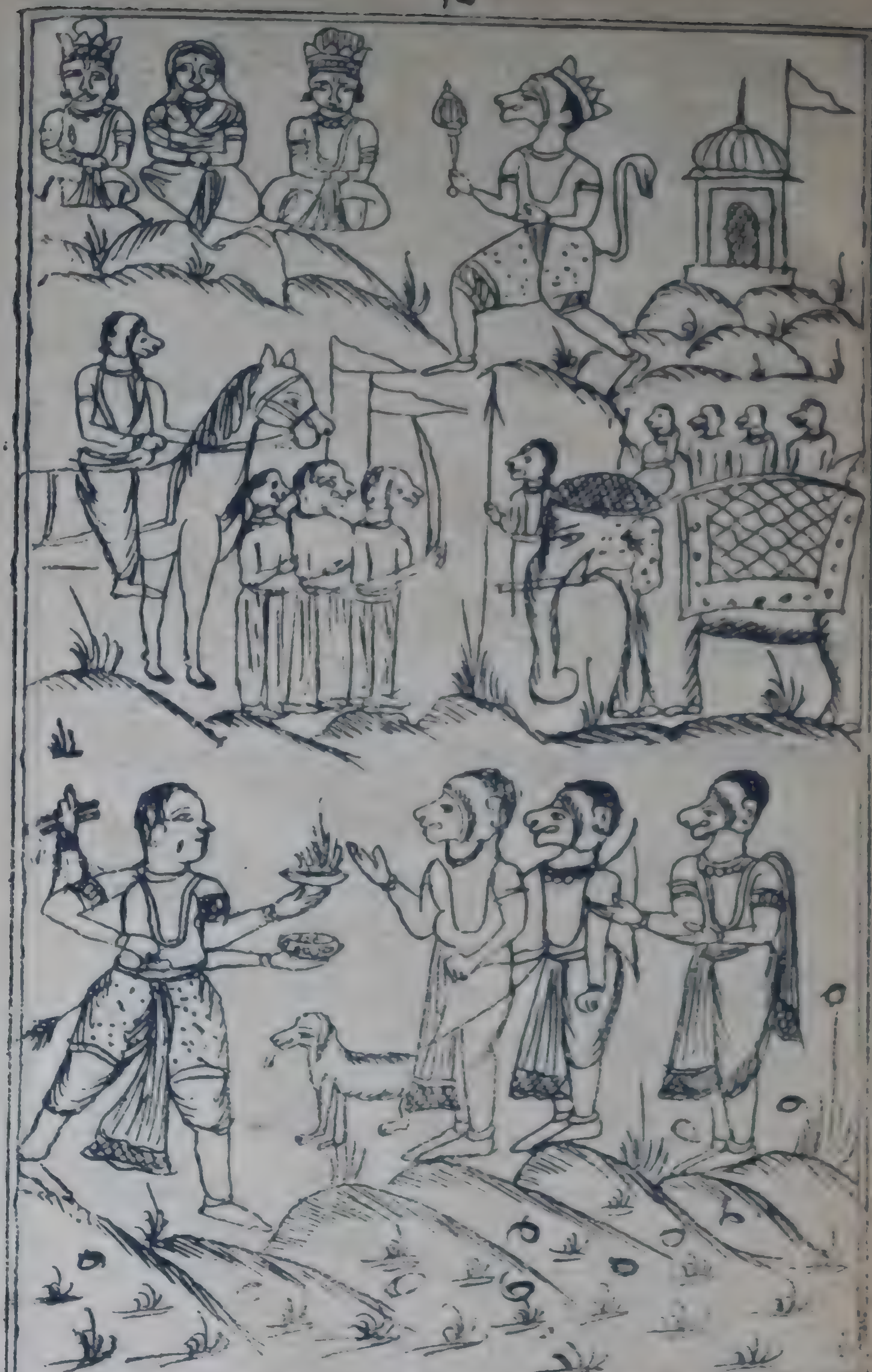
ہوا ہی ہنومان کا اب یہ عزم
تکبر سے بیڑہ لیا ہے اوٹھا
اب آگے سنو جو ہوئی واردات
غرض جب بمشکل وہ کی شب سحر
سوار اسپ گردونپہ ہوا آفتاب
اوٹھا خواب سے وہ شہ بخت ور
ہنومان جی کو وہین کر طلب
رکھا رات بھر اوسنے نازل عذاب
جو جانے سی گر ہے تمھین کچھ حذر
ہنومان سن یہ کلام حضور
نہ ہرگز کرین شاہ جانے کا عزم
اکیلا مین جاتا ہون میدان مین
کہا رام نے یہ نکرنا خیال
تجھے ہوگا معلوم اوسوقت پر
بجز انگد و نیل و نل ایک دم
سوا اسکے لے فوج بھی یک ہزار
ہنومان بولا مین ہون پیل زور
بہ ناچارگی شاہ کے حکم سے
یہ کہکر ہوا شہ سے رخصت وہان
گئی ساتھ مین فوج بھی سب تمام
نظر دور سے جب ٹہنک جی نے کی

کرین تاکہ بھیرون سے جاکر کے رزم
یہ مرکوز خاطر ہے لین باندہ جا
کہ ہوتی بری ہے تکبر کی بات
بجا صبح کا جس گھڑی پر گجر
چلا بائیان قرص کی گفنا مین داب
گیا بیٹھ آکر کے بس تخت پر +
کہا کیا ارادہ تمھارا ہے اب
نہین ہی بس اب صبر کی ہمکو تاب
تو جاتے ہین خود جنگ کو ہم ادہر
کہا ہو بلائے شہنشاہ دور
شب و روز برپا رکھین جشن و بزم
اوسے باندہ لاتا ہون اک آن مین
نہین تجھ کو لڑنے کی تنہا مجال
کہ ہوگے مقابل جو یا یکدگر
تو تنہا نرکھو سوے میدان قدم
تو بھیرون سی کر جاکے تب کارزار
سمجھتا ہون بھیرونکو مانند مور
لئے جنگ جاتا ہون اب فوج لے
گئے نیل و نل ہمرہ پہلوان
خوشی باخوشی خندہ زن شادکام
تو سمجھے کہ فوج اب مکرر چڑھی

یہ دیکھا کہ کالی گھٹا مثل فوج ہنومان کے ساتھ آتی ہے فوج
غرض رفتہ رفتہ وہ پہنچی وہان خزامان ٹٹک ناتھ جی تھے جہان
پہنچکر غرض فوج نے ایک دم جوان کو لیا گھیر آ ایک قلم
مگر وہ جوان مرد ہو کر دلیر لگا پھرنے میدان مین مثل شیر
نہ کثرت سے اونکی پریشان ہوا نہ ترسان ہوا اور نہ لرزان ہوا
مگر کوئی سبقت کی لایا نہ تاب کہ تھا زہرۂ ہر جوان آب آب

داستان اظہار کردن ہنومان جی حالات شجاعت وجوانمردی خود بابت کارنمایان معرکہ شہر لنکا و پیروی ٹٹک ناتھ

کدھر ہے تو اے خانہ پر غرور نہ ہو اس قدر جام نخوت سے چور
بڑا بول ہرگز کسی جا نہ بول مثل ہی کہ ہے ڈھول کے بیچ پول
ہنومان بھیرون کے اب بیجا ب سنا مجکو اسکا سوال و جواب
حرارت جسے سنکے دل بیچ آئے خزاتا لڑائی کا مضمون دکھائے
یہ دیکھا ہنومان نے جبکہ حال کہ دل خوف سے سبکا ہی پائمال
تو پھر وہ ہنومان خود پیشتر مقابل جو انکے ہوا بے خطر
ٹٹک جی سے جسدم ہوئین چشم چار کہا تب ہنومان نے ایک بار
کہ اے طفل نادان و جاہل بکار نہین تجکو مطلق خبر زینہار
خلاف ادب یہ کیا تونے کام کہ لاکھون ہی کشتہ ہوئی فوج رام
بڑا ہے شہنشاہ کا تجھپہ قہر یہ بویا ہے اپنے لئے تخم زہر
یہ بہتر ہے اب باندہ کر دونون ہاتھ شہنشہ کے چل روبرو میرے ساتھ
روا پھر نہ تجھپر رکھے شاہ جور سراسر خطا عفو کر دے بفور



نہ یہہ بات گر تجھکو منظور ہو
منم کاردان بہ تدبیر خویش +
دراز و جہانگیر دارم کمند
بہ بین سرشکن این مر اگر زمست
زنم داریک بر سر کوہ گر
دلاور نہ مانند میرے ہے تو
ذرا کھول کر کے تو اب اپنے کان
تلاش سری جانکی جی مین جب
تو معلوم مجھکو ہوئی وان یہ بات
گیا اونکو لیکر ہے راون اوٹھا
گئے ساتھ میرے جوان مرد تھے
کہا اون سے مین نے کہ اب جاؤ تم
مگر ایک کی یہ نہ ہمت ہوئی
تھا اک شاہ خرسان کا جو جانثار
سو وہ بھی اوسی جا پہ موجود تھا
کہ اے شاہ خرسان کے لنکا کو جا
وہ بولا کہ اب مین ہوا ہون ضعیف
جوانی کی پر عمر مین مین نے یار
نہ اب مجھ مین طاقت ہی اے پہلوان
کیا آخرش سب نے یہ ہی کلام
کمر باندہ کے بین نے ہمت بلند

تو بس مجھ سے اسوقت ہو رزم جو
ترا بستم و با کنم قتل و ریش +
گلوے ترا بیکنم زان بہ بند
کہ لرزان ازین کوہ البرز ہست
شو و مثل سرہہ جبل سر بسر
نہ کھول لڑکے اب مجھ سے تو آبرو
دلیر یکا سن میری اسدم بیان
کنارہ سمندر کے پہنچا مین تب
کہ سیتا پہ گذری ہے یہ واردات
ہے لنکا مین رکھا اونہین جا چھپا
نل و نیل انگد جو اک مرد تھے
سری جانکی جی کو لے آؤ تم +
سمندر کو جو پھاند جاوے کوئی
بڑا تھا بگنگت اور وہ بورا تھا سنت
کہا اوس ہی کھی مین لے یہ بر ملا
سمندر کو تو پھاند سیتا کو لا
ہوئے استخوان میرے سارے نحیف
سمندر کو پھاندا تہتر ہے بار
سمندر کو جو پھاند جاؤن وہان
سوا تیرے ہے دوسرے کا نہ کام
پھری ایک اوسکا سے الیسی زغند

سمندر کے اس پار سے جو اوڑا
گیا شہر لنکا مین بھر شاد شاد
لگی تھی مجھے انتہا کی جو بھوک
یہ مجبوری و باعث اشتہا ۞
تر و تازہ میوہ چکھے خوب تر
سوا اسکے نخل ثمر تھے جو سخت
مقابل جو آکر ہوے باغبان
یہ پہنچی خبر جبکہ راون کے پاس
اچھی اپنے لڑکیکو بھیجا وہان
وہ راون پسر آکے مجھ سے لڑا
کیا مین نے قتل اوسکو انجام کار
کسیکی نہ پھر اتنی ہمت ہوئی
سنی ہوگی اکثر مری داستان
سکت بان لچھمن کے تھا جب لگا
سکھینا جو نامی تھا لنکا کا بید
یہ کہتا تھا گر کاش ہوگی سحر
کسیکا نہ اتنا ہوا حوصلا ۞
گیا آخرش مین دوان پر پہاڑ
شتابا شب کیا مین نے سارا یہ کام
شتابا شب تھا بوٹی کا آنا محال
سوا اسکے جب لکبہ کرن بد سیر

تو فوراً ادہر سے اودھر جا پڑا
ملین جانکی جی بہ حسب مراد
کہ جاتی تھی جس سے مرجان سوکھ
مین راون کے پھر باغ مین جا گھسا
بچے جو دئے پھینک ادہر و ادہر
اوکھاڑے وہین بیخ سے وہ درخت
کیا اونکو مجروح اور ناتوان
تو سنکر یہ راون ہوا بد حواس
بہت فوج کے ساتھ اوسکے روان
اکیلا دلیری سے مین بھی بھڑا
کیئے اور کشتہ بہت نابکار
اوٹھا آنکھ مجکو جو دیکھی ذری
دیے پھونک لنکا کے سارے مکان
نہ بوٹی کو لینے کوئی جا سکا
لگائی تھی بس رات کے اوسنے قید
تو لچھمن کی ہے زندگی کا خطر
کہ بوٹی سجیون کی لاوے وہ جا
لے آیا شتابا شب جبل کو اوکھاڑ
ہوئے رام اس کام سے شاد کام
نہ لاتا تو صحت مین تھا احتمال
کٹا تار نمین جیسے روز تھا اوسکا سر

وہ پھرتا تھا رن میں دوان جھومتا
بدستور وہ ڈہونڈہتا گھومتا

پہنچکر لیا میں نے اوسکو سمیٹ
دیا پھینک دریا میں دم سے لپیٹ

وہ آہراون اک دیوزاد لعین
گیا رام و لچھمن کو لے در زمین

یہ تھا قصد لیس جو کہ وہ پر دغل
یہ چڑہا دی انھیں مار دیتی کو بل

کہ میں چیر کر کے زمین ایک بار
مشرف شد از خدمت شہریار

اوس آہراون بدگہر کو وہین
دیا باندہ کر ڈال از روے کین

بٹھا اپنے کندہونپہ شہزادگان
لے آیا جہان فوج تھی نوحہ خوان

لکئے میں نے ایسے ہین کار محال
نہین ایسے کا ہونگی تیری مجال

مجھے اس تری صورت و شکل پر
بہت رحم آتا ہے اے کینہ ور

مرا مان کہنا جو ہے کچھ تمیز
نکر اپنی بربا د جان عزیز *

لڑکپن کی باتونکو دے چہوڑ تو
دلیرون سے ہرگز نہ ہو رزم جو

حذر کن مقابل نہ من جوش کن
بقول نظامی سخن گوش کن *

تو اے طفل نا پختہ خام راے
مزن پنجہ با شیر جنگ آزمائے

طپانچہ بر اعضاے خود میزنی
بسر تیشہ بر پاے خود میزنی

چو کثردم بوی مار خوے کنی
کہ با اژدہا جنگ جوئے کنی

ترا خوب و نیکو بود این زمان
کہ بندے چو ہند و بخدمت میان

وگرنہ چنانت دہم گوشمال پیچ
کہ دانی تو ہیچے و کمتر ز ہیچ *

مرے مان اسوقت لے طفل بند
روان ساتھ ہو میرے با دست بند

جتاتا ہون مین تجھکو اب بار بار
کہ چلکر کے ہو جبہ سا ایک بار

داستان جوابات ٹکنا تھ بابت تردید بیان ہنومان جی

تو اے خامہ اب خواب و غفلت سے جاگ
جواب ایسا دے تا لگے تمین آگ

کہ ساعت بساعت وہ دونی بڑہے — بجھانے سے پھر وہ نہ ہرگز بجھے
سنا اب وہ باتین کہ آوے نہ تاب — لڑین دو جوان سخت کھا پیچ و تاب
لڑائی مین اسدرجہ گھمسان ہو — نہ اپنے پرائے کی پہچان ہو
سیاسخ ہنومان والا خطاب — سناؤن بٹک تاتہہ کا اب جواب
کہ جسدم ہنومان باعز و شان — ہوا بند کہکر جو اپنا بیان
تو بھیرون نے اوس سے کہا در جواب — کہ اب بھیری سن لیجیئے ایجناب
مین ہون درگا اک بھگوتی کے غلام — نہین ہے تیرے رام سے مجھکو کام
نہین جانتا کون ہین رام چند — نہین تجھسے بھی مجھکو کچھ خوف بند
یہ مانا تو ہے گرگ دیرینہ سال — نہ سبقت کی مجھپر ہے تیری مجال
کبھی تو نے لنکا کی جو داستان — سنا مین نے کبھی ہے یہ اکثر بیان
کیا ذکر تو نے جو یہ بیشتر — کہ لنکا مین سیتا ہین سن یہ خبر
کہا ساتھیوں سے کہ لنکا کو جاؤ — سمندر کو تم پھاند سیتا کو لاؤ
کیا سب نے انکار اور یون کہا — کہ اے پہلوان تو ہی لنکا کو جا
بھری وانسے پھر تو نے ایسی چھلانگ — کہ لنکا مین پہنچا سمندر پہ چلانگ
ہوا اس سے ثابت تیرے دلکا حال — کہ پھاند اسمندر یہ سمجھا کمال
سیہری سمت تک غور سے کر کے کان — جواب اسکا سن مجھسے اے پہلوان
کہ اک سن رسیدہ مچھندر رہے تو — سوا اسکے دراصل بندر رہے تو
اور ابن صبا بھی تیرا نام ہے — سدا کودنا پھاندنا کام ہے
کنار سمندر سے جب تو اوڑا — تو مثل غبارہ ہوا مین بھرا
ہوا نے دیا تجکو ایسا اوچھال — دیا لا سمندر کے اوس پار ڈال
سمجھ اسمین اپنی نہ چابک تری — ہوا کی سمجھ خاص کر رہبری

دکھائی ہوا گر نہ اپنا اثر + پہنچتا نہ ہرگز تو اوس پار پر
سوا اسکے حالات جنگ وجدل کہی باغ راون کی جو بر محل
کہ مین نے اچھی ابن راون کو مار جلا شہر لنکا دیا ایک بار
دلیری کا آسن پہ بیجا گمان اچھی ابن راون نہ تھا پہلوان
فن جنگ تھے اوسکو مطلق نہ یاد ہوئی اس سبب اوسکی ہستی برباد
وہ کشتہ ہوا پھر تو سمرا ہیان گئے بھاگ اپنی بچاکر کے جان
پہ جب میگناد جوان تند خو دو بارہ جو آکر ہوا رزم جو +
تیرے دست و پا باندھکر لیگیا + نہ کچھ زور و بس اوس سے تیرا چلا
گیا پیش راون جو پابستہ تو ملی خاک مین سب تری آبرو
دیا قتل کا تیرے جب اوسنے حکم ہوا خوف جانسے تو پھر صُم وبُکم
بھبیکن جو تھا دوست یکرام چند چھڑایا تجھے اوسنے از قید و بند
پہ تجویز این امر کر عقل گم دیا چھوڑ تجھکو جلاکر کے دم
چھٹا اسطرح تو جب از مکر وکید ہوئی تجکو جینے کی اپنے امید
زمین پر سے یکبارگی کر کے جست پہنچ بام پر تو گیا ایک لخت +
لگا کودنے بام پر جا کے تو لگی پھر تو آتش وہان چار سو
ہوئی دم کی آتش جو شعلہ فشان جلے اوس سے لنکا کے سارے مکان
تو دہشت سے جانکو چھپاتا پھرا ہر اک جا پہ دم کو دباتا پھرا
نہ پائی کہین جبکہ راہ گریز لگا پھر تو کہنے بریز و بریز
ندیکھی بجز اوسجگہ جب کہین گرایا سمندر مین اپنے تئین
سمندر مین سوزان دم کو بجھا غرض اسطرح جان اپنی بچا
گیا بھاگ سیتا کو وان چھوڑکر کہی رام سے جا کے پھر یہ خبر

لے آیا تو پھر رام کو اپنے ساتھ
تری مردمی جب تھی اے تندخو
پکڑ کر کے راون کو بادست بند
حضور شہنشاہ بافرخی +
سکت بان کا جو کیا تونے ذکر
رفاقت کا کر تیرے اوپر گمان
تو کہتا ہی مین جا کے مثل صبا
سمجھ یہ نہ قوت کا اپنے اثر
سوا اسکے تونے کہی جو یہ بات
ہوا اسکے اظہار سے یہ عیان
عقیدہ مین بیشک ہی تیری قصو
وہ اکبان تھا آکے سو بان گر
بھیون کی بونٹی کو جب تو گیا
کہا رام نے تجھ سے تھا بر محل
کہ آیا تجھے راہ مین اسکا دھیان
بھرت نے تجھے دیکھ اور دیو جان
تو اوس صدمہ تیر سے بس وہان
بھرت نے سنا رام کا جبکہ نام
ہوئے تجھ سے مستفسر حال جب
ہوے سنکے رنج و الم مین اسیر
تو بٹھا جو سوفار پر یا جبل

لڑے رام تب جانکی آئین ہاتھ
کہ دیتا نہ تکلیف تو رام کو
مع جانکی اے جوان خودپسند
پہنچتا تو تھی تیری نام آوری
نہین رام کو اسمین مطلق تھی فکر
لیا رام نے تھا ترا امتحان
لے آیا جبل کو شبا شب اوٹھا
عنایت کا تھا رام کے یہ ثمر
کہ بونٹی سے لچھمن زبا کی حیات
بچی تیری کوشش سے لچھمن کیجان
بھرا دلمین ہی تیرے کبر و غرور
جو لچھمن کے لگتے نہ ہوتا ضرر
جبل لیکے اوس جا سے حسب ام چلا
کہ ہووے بھرت بانکا تجکو بل
گیا پھر بھرت جی کے قرب مکان
لگا یا وہین ایک تیر از کمان
گرا رام کہتا ہوا بر زمین
گئے پاس تیرے وہ ذی احترام
حقیقت بیان کی وہین تو نے سب
بٹھایا تجھے پھر یہ پیکان تیر
ارادہ ہوا دلکا یہ بر محل

کہ مصروف ہون جلد اس کام مین
تو دیکھ اونکی قوت کو اور آزما
اذیت سی اب ہی افاقہ مجھے
مین جاتا ہون لیکر ابھی یہ پہاڑ
ہوا کہہ کے یہ بات وان سے روان
اب انصاف کر اپنے دلمین ذرا
کہ سمجھے خلاف اپنے آقا کا قول
جو آقا کا کچھ کام اپنے کرے
دویم مردمی کا کرے پھر بیان
دلیری یہی تھی کہ اک تیر کھا
ہوئی کمبہ کرن سی جو نھی تجھسی جنگ
زمین پر وہین زخم کھا کر گرا
کٹا اوسکا سر جب ہوا پائیمال
شجاعت تھی جب کرکے خود کارزار
گیا جس گھڑی تھا تو زیر زمین
مگر دیہج ترا در پہ لڑکا ملا
ہوا نا گہین تیر لڑکے سے دم
اوٹھا کر گئے لڑکے نے تجکو وہین
ہوئی جب یہ معلوم لڑکے کو بات
تر سکے روبرو اوسنے تب ہاتھ جوڑ
گیا پھر لو آہستہ پنہان وہان

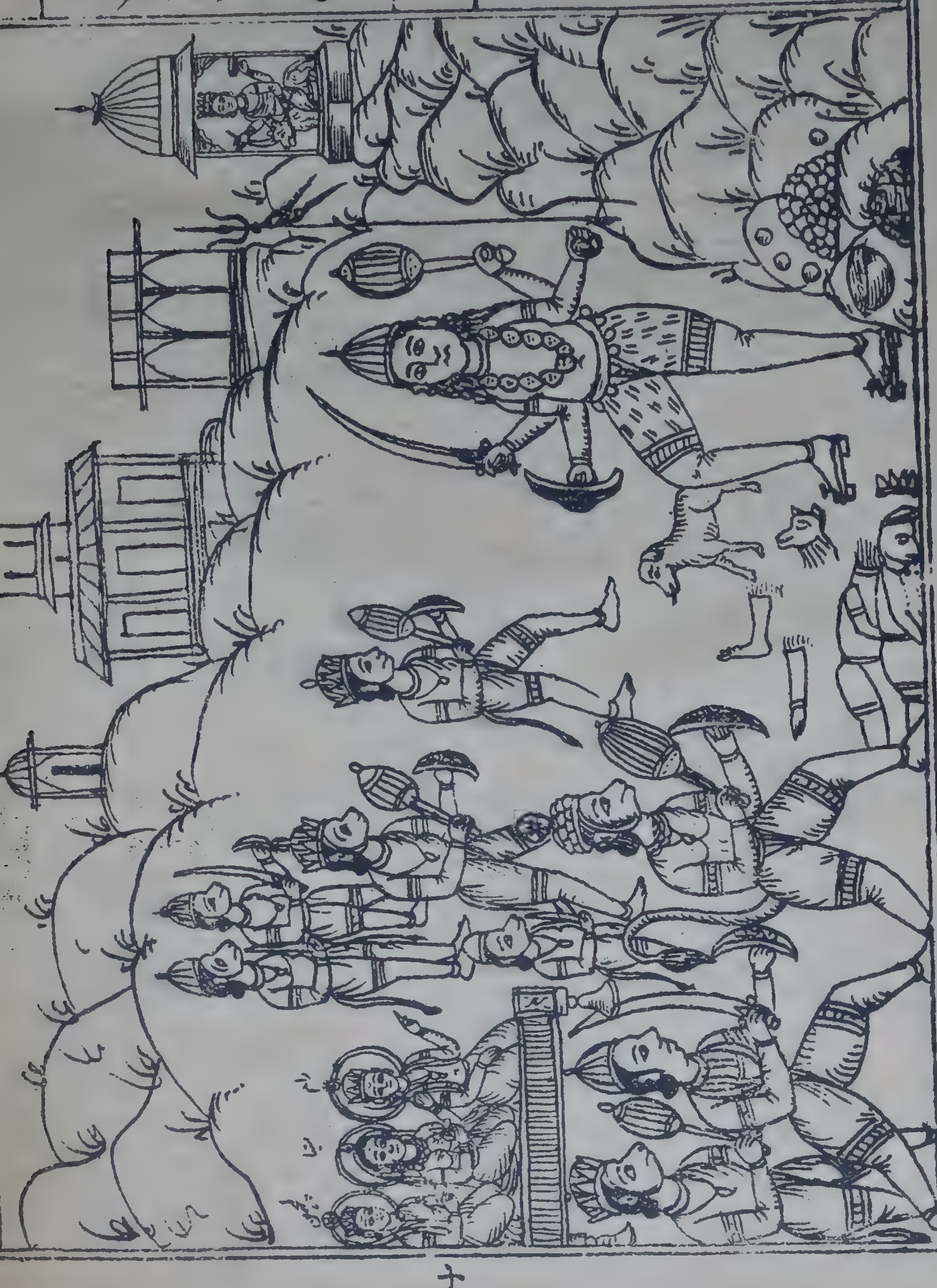
تجھے پھینکدین لشکر رام مین
ازان بعد اسطور گویا ہوا۔
نہ کچھ مجھکو تکلیف ہی درد سے
پہنچتا ہون بجلی سا بادل کو پہاڑ
مسافت کو طے کرکے پہنچا وہان
یہ ہی لایق گفتنی ماجرا
بکے ماسوا اسکے پھر اول قول
تو احسان آقا پہ اوسکا دھرے
رکھے دلمین نخوت سی اپنے گمان
گرا جس کی صدمہ سے روتا ہوا
تو چنگال و ناخن سے گو بید رنگ
ہوا غش سے بس حال ابتر ترا
دیا تو نے اوسوقت دریا مین ملا
اوسے قتل کرتا بزار و نزار
تھا ادھر اون اک دیو جسپہ اکیلین
سو اوسنے تجھے سخت عاجز کیا
ہوئی پشت تیری وہان اوس سے خم
سر خاک پٹکا بروے زمین
کہ پیرا پڑ رہے یہ والا خھان
دیا عذر کر تجھکو اوسنے یہ چھوڑ
سو ہے مسکن اہرون بد نشان

وہ مشغول تھا اپنے دربارے نوش
کہ غفلت مین تو نے پہنچا ایک ساتھ
ہوے اوسکے بیکار جب ہر دو دست
غرض اسطرح سی اوسے بس پکڑ
اوسے باندھکر تو نے پھر اوسکا راج
ازان بعد پھر فوج کے درمیان
بس اب دلمین کر غور اپنے ذرا
کہ دھوکے مین جاکر کیے کر فن بلایان
بہادر تو مین جانتا جب تجھے
ازان بعد لڑ کر کرکرتا تو زیر
مگر یہ جو سرزد ہوا تجھ سے وان
کیا جسقدر تو نے اپنا بیان
ہوا بلکہ اظہار اسبات کا
جتاتا ہون مین تجھکو راہ ثواب
کہ بھیجا جو تجھکو براے نبرد
ترے دل سے تا زعم جاے نکل
مرا باندھ لینا تو آسان نہین
تو دارے اگر تیغ خارا شگاف
دکھاتا ہی تو گرز جو بار بار
رکھی ہی جو تلوار مثل ہلال
نہ تیر و سنانکا تری مجکو ڈر

نہ تھا دور بادہ سوا اوسکو ہوش
دیے توڑ شانہ سے بس دونون ہاتھ
ہوا آخر الامر تو چیرہ دست
دیا ایک رسی سے تو نے جکڑ
دیا اپنے لڑکیکو وہ تخت و تاج
چلا آیا لیکر کے شہزادگان
یہی شیوہ مردمی ہے بتا
کرین اپنی تعریف کو پھر بیان
کہ جاکر کے آگاہ کرتا اوسے
تو بیشک سمجھتا تجھے مین دلیر
یہ ہی خاصہ شیوہ رہزنانکا
ہوا کذب اور لاف اوس سے کھلا
نہ عمدہ کوئی کام تجھ سے ہوا
ہی اوپر ترے راہ حق کا عتاب
یہ مطلب ہی تو مجھ سی ہو گرد برد
مٹے تیرا سارا دماغی خلل :-
ترا دیکھتا ہون یہ امکان نہین
من آز باشیان لشکرم کوہ قاف
سمجھتا ہون مین اوسکو چوگان وار
نظر مین ہے وہ میرے چوب خلال
نہ ہون یہ مرے جسم پر کارگر

سمجھ مجکو بیباک اور تو نڈر
بھلا دے دل اپنے سے اوسکی ہوس
اگر یون ہی مرضی تو مت کر درنگ

رکھون خون جان اور نہ پروا سر
مر البستہ کرنا نہین سہل بس
مقابل ہو آکر مرے سے بھڑ تنگ



مصاف دویم در غیظ و غضب آمدن ہنومان از جواب ٹکناتھ و کردن جنگ با فوج جرار و نہ بودن کامیاب و غالب بر ٹکناتھ و حراسان شدن از جنگ

بھرا ہے زبس غیظ مین اب قلم — نکلتا ہی میدان مین لیکر علم
یہ ہی خواہش آسمان بے درنگ — ہنومان و بھیرو نمین اب ہووے جنگ
سنو یا نسے اب جنگ کی رویداد — نہ ممکن ہے اب بند ہو یہ فساد
ہنومان جو پاسخ ز بھیرون شنید — نہ ہرگز بدل صبر را تاب دید
بخود آنزمان پیچ مانند مار — گرفتہ نہ زان بعد یکدم قرار
بحال غضب فوج را حکم داد — کہ یورش بسازید بر وے چو باد
گنارند پیکان بہم جملہ تن — کہ چھلنی ہو چھدکر جگر اور بدن
یہ سن حکم کو کل جوان اور پیر — کمانسے لگے چھوڑنے اپنے تیر
دلاور ہنومان اور نل و نیل — پلے رنمین تنہا پہ مانند پیل
مگر واہ رے جوان دلیر — کہ میدانمین قایم رہا مثل شیر
وہ تن پر برستے تھے تیر و سنان — وہ ہر سمت سے نرغہ بندران
علاوہ برین گرز اور وار تیغ — جوان پر یہ تھے مارتے بیدریغ
چلائے بہت سینے تیر و تبر — جوان پر نہ لیکن ہوے کارگر
ہنومان انگد نے مانند برق — لگائے بہت گرز بر جسم و فرق
غضب کی وہ تھین ضرب گرز گران — کہ البرز بھی جس سے ہون سرمہ سان
جوان پر غرض پے بہ پے ضرب تھی — مثال قیامت کے وہ حرب تھی
ہوا بند گردش سے چرخ کبود — رہا دیکھ حیران ضرب عمود

پڑین اسطرح وار گرز گران
نل و نیل نے بھی لو قست وغا
نہ ہرگز ہوا ایک بھی سودمند
ہوے بلکہ بیکار تیغ و تبر
مہابیر کا بھی گھٹا زور و بل
کمان کی طرح ہوگیا گرز خم
جوان کی مین تشبیہ اب کس سے دوان
کہ با وصف این شدت ضرب ہا
مہابیر نے دیکھ حال عجوب
ہوا رنج اور فکر سے رنگ زرد
نہ سوجھا بجز اسکے چارہ کوئی
ہنومان سے لعداز ان دوڑکر
پکڑ کر کیا زور جب سر بسر
مگر اس جوانکو نہ جنبش ہوئی
ہلا جب زمین سے نہ وقت نبرد
بہت دلکو اوسوقت خفت ہوئی

پہر تو کہ جون تنبک آہنگران
گئے وار تیغ و تبر کے رہا
ذرا بھی جوانکو نہ پہنچا گزند
گئے ٹوٹ لگ لگ کے وہ خود و پیر
ہوے مارتے مارتے ہاتھ شل
گری ہاتھ سے چھٹ کے تیغ دودم
بجا ہم جو ہر وہمین تن اوسکو لکھون
دلیرانہ سیدا نہمین قائم رہا
گیا بحر حیرت مین یکلخت ڈوبا
بھری آہ حسرت کی سینہ سے سرد
کہ کشتی کی دل سے تمنا ہوئی
لیا تھام اوسکا دوال کمر
تو ٹوٹا وہ بستہ دوال کمر
نہ پاکو ذراسی بھی لغزش ہوئی
تو ابن صبا کا ہوا رنگ زرد
مٹا زعم اور پست ہمت ہوئی

داستان جنبانیدہ ہنو سر بٹک ناتھ بحالت غیظ ولرزیدن زمین و آسمان وگریختن ہنومان معہ فوج از میدان جنگ ورفتن روبروے شاہ وعرض کردن حالات جنگ بگریہ وزاری



ہزار آفرین ہی تجھے اے قلم
لکھا جنگ کا تونے عمدہ بیان
رہا اب کسی مین نہ باقی ہی دم
ہلانے کی اب سر کے بس دیر ہے
مرے خامہ وہ ذکر بھی دے سنا
سنو اب مین کرتا ہون اسکا بیان
جو حربہ تھے پاس اونکے سب کرچکے
ہوا جب کسی طور سے وہ نہ زیر
لگا دلمین کہنے وہ ابن صبا
ہوئے ہین ہم اب لڑتے لڑتے نڈھال
مناسب ہی بھیرونسے جو یہ کہین
کہ اب ہو گیا ختم دن لے جوان
یقین ہے کہ لڑنے سے وہ باز آئے
سمجھ دلمین یہ اوس جوانسے کہا
لڑائی سے اسوقت کر در گذر
یہہ بولا جوان مانتا مین نہین
کئے وار اوپر مرے بے شمار
یہہ کہکر وہین گرز اپنا اوٹھا
سپر سر پہ ہنومان نے روک کر
مگر گرز کاری لگا اسقدر
سپر توڑ کر اور رپٹ خود سے
بہت خوب کی داستان یہ رقم
ہزار ونیہ غالب رکھا اک جوان
ادھر تھے ہین اب کوئی دم مین قدم
ہلا سر تو سمجھو کہ اندھیر ہے
ہوا آخرش اسکا انجام کیا
کہ بھیرونیہ ابن صبا نے وہان
لیئے روز دیگر نہ باقی رکھے
تو سمجھے ہنومان قسمت کا پھیر
کہ اب وار بھیرون کریگا رہا
نہین روکنے وار کی ہی مجال
بہانہ اب اس طور اوس سے کرین
ہوئی شام پھیر اپنے گھر کو عنان
نہ بھیروا روہ اپنا ہیم پر چلائے
کہ بھیرون ہوئی شام اب لوٹ جا
بلس اب آکے لڑنا بوقت سحر
سحر شام کچھ جانتا مین نہین
مرا یہی تو آخر اوٹھا ایک وار
لگایا ہنومان کے سر پہ آ
بچایا سر اپنے کو تا صد ہنر
ہوا ہاتھ سن اور ٹوٹی سپر
زمین پر گرا گرز وہ آن کے

دہلک سی گئی وہ زمین سب ہل — نکل آیا پانی زمین سے ابل
گئے بچ ہنومان اوس گرز سے — کہ تھا وار وہ سخت الزر سے
گیا وار خالی تو پھر ہوگے لال — ہلاے شبک ناتھ نے سر کو بال
بڑا زلزلہ فوج کے درمیان — لگا ہلنے سارا زمین آسمان
مہابیر انگد وہ نل اور نیل — ہٹے چھوڑ میدان کو ہوکر ذلیل
ٹبک ناتھ پھر باٹیان لیکے ہاتھ — لگا مارنے پھینک کر ایک ساتھ
نہ تھیں باٹیان تھین وہ گولونکی باڑ — گئے ٹوٹ لگنے سے جیسے پہاڑ
نل و نیل و انگد ہنومان کا — ہوا حوصلہ پھر نہ میدان کا
بھلا سب دیا دل سے ارمان کو — بحکمت بچا لیگئے جان کو
نکلنے لگا منہ سے پھر ونکے کف — لگا پھر تو کرنے وہ شور و شغف
ہوا حملہ ور پھر تو وہ جسطرف — مٹین مثل حرف غلط صف کی صف
غرض فوج یہ دیکھکر حال زار — ہوئی مثل کافور کے سب فرار
ہنومان و انگد یہ با دل فگار — گئے رو برو شہ کے زار و نزار
اوسیوقت پہنچی وہ سب فوج بھی — حقیقت جو گذری تھی شہ سے کہی
گیا سنکے حیرت مین شاہ زمن — ہوا فکر کی بحر مین غوطہ زن
ہنومان نے یہ کہا بعد ازان — کہ ہونہین فدائے شہ خسروان
سمجھتا مین اپنے کو تھا زور مند — مگر وہ جوان مجھ سے نکلا دو چند
مین جب رزم جو اوس سے جا کر ہوا — تو میرے مقابل وہ آکر ہوا
بہت گرز کی ضرب اور وار تیغ — رہا اوسکے سر پر کئے بید ریغ
مگر ہاے افسوس اوس جسم پر — نہ کاری پڑا کوئی تیغ و تبر
گیا زور بھی گو بیکڑ کر کمر — ذرا بھی نہ ہرگز ہلا وہ مگر

بدن اوسکا فولاد سے سخت ہے
شجاع و جوان و جوان بخت ہے

بہت سہنے کی ملکے تیرونکی مار
ولیکن نہ شد کارگر زینہار

ہے افسونگری مین وہ یکتائے دہر
ہے نیرنگ ساز اور بانی سحر

فسون اسپے نہ اوس پر کرے ہے اثر
کوئی وار تلوار تیر و تبر

کئے گو کہ مین نے بھی صدہا فسون
چلا کچھ نہ اوس پر ہوا خوار و زبون

یہ قسمت تھی جو آگیا وقت شام
وگرنہ مین میدان مین ہوتا تمام

یہ ہے عرض اب میری پیش حضور
رہین اوس جوان مرد سے شاہ دور

سوئے خانہ لشکر کو اب لے چلین
کبھی یانکی جانب نہ پھر رخ کرین

نظر یانپہ آتی نہین اب ظفر
بس اب یانسے چلئے سوئے دگر

مہابیر کا سنکے اوسدم کلام
ہنسے زور سے کھلکھلا کر کے رام

کہا تو یہ کہتا تھا تنہا مین جا
گرفتار بھیرونکو کر لاؤن گا

بخاطر ہمارے گیا فوج لے
ہوا تو بھی سر بر نہ اوس سے ولے

بباعث خودی کے نہ سینہ ہی صاف
سمجھتا ہی باتین ہماری خلاف

اوسی کا ملا ہے یہ تجھکو ثمر
ابھی کیا ہے آویگا آگے نظر

بتا تو بھلا اوس سے کیون ڈر گیا
گرفتار اوسکو نہ جو کر سکا

دلیری کہان وہ گئی اور وہ جوش
ارے اڑ گئے ایک لڑائی مین ہوش

گئی دل پہ چھا اسقدر بزدلی
کہ کرتا ہی نامرد اورونکو بھی

کہان وہ گیا اسقدر زور شور
تو کہتا تھا بھیرون ہی مانند مور

ہنومان نے جب یہ شہ سے سنا
لیا سر کو غیرت سے اپنے جھکا

رہی شرم سے پھر نہ سہنے کی تاب
کہا یونکہ اے شاہ عالی جناب

حقیقت مین بھیرون بڑا ہی دلیر
بہت مین نے چاہا ہوا وہ نہ زیر

اجازت مجھے ہو تو پھر جاؤ نمین
نہ اب لوٹ یون روبرو آؤنگا

اجازت جو مجکو ہوا بکے وے
کہا شہ نے معلوم اب ہو گیا

گیا پھر ترے دلمین اوس سے خطر
نہ ہووینگا جانے سر اب کچھ حصول

اب آرام تم خیر سے جا کرو
کہ اب لیکے لچھمن کو ہم جائینگے

اوٹھایا بہت تم نے رنج و تعب
بگفتا ہنومان از شہریار

گزنیم نہ این امر راز نہیار
بلا سے رہے میری یا جان جائے

نل و نیل و انگد یہ پھر سب کے سب
کہ حاضر ہین ہم بندۂ جان نثار

مگر شہ نے مانا نہ اسباب کو
مگر جلد لچھمن کو بھیجو یہان

غرض آئے لچھمن جو حسب الطلب
کہا پھر برادر سے تیار رہو

کنبھکرن جی سے لڑنا ہے ہمکو ضرور
مری فوج کو ستل گگر ڈیکے کاٹ

یہ کی عرض لچھمن نے اے شہریار
مرون یا اوسے باندھکر لاؤنمین

پکڑ لاؤنگا یا کہ مر جاؤن گا
تو جا کر کے چھوڑون نہ بھیولے جلے

نہ ہرگز ترے ہاتھ وہ آئیگا
بس اب تجکو بیو نچیگا اوس سے ضرر

یہ باتین ہین بیکار و بالکل فضول
مرے بھائی لچھمن کو یان بھیجدو

گرفتار پھیرون کو کر لائین تھکے
کرو بس اب آرام تم مل کے سب

منم کمترین بندۂ جان نثار
کہ تنہا رو دشاہ در کار زار

مری عرض کو شاہ پرمان جائے
لگے کہنے یون شاہ سے باادب

چلینگے پھر اب ہمرہ شہریار
کہا تم سب آرام جا کر کرو

کرون اونسے تا راز دل کو بیان
کہا جنگ کا ماجرا اون سے سب

ہمارے بس اب ساتھ مین تم چلو
کیا ہے بڑا سخت اوسنے قصور

دیا اوسنے لاشون سے میدان پاٹ
ضرورت نہین شاہ کی زینہار

مین جاتا ہون تمہارے لیے نبرد
جو رکھتا سبھی ہوگا اگر لاکھہ جوان
بہ یک حملہ مین باندھکر اوسکے ہاتھ
کہا شترگھن نے یہ یا وہ گفتار ہے
کہ جبتک کرے یک حملہ جو بیدرنگ
نہ مارا جسے ہرزہ اور نہ وہ بھوت ہے
غضب یہ خبر اپنا ہی وہ نفس ہے
کہا پھر یہ لچھمن نے جو حکم ہو
کہا شترگھن نے اب تو کرو شب بسر
تو ہم پھر سحر تینون سوئے میدان چلین
اوسے پہلے سمجھائین با آشتی
نہو سر بسر آشتی وہ اگر
یہ سنکر ہنومان نے عرض کی
یہ تجویز ہے آپکی بر صواب
غرض کرکے اسبات پر اتفاق
ہنومان و لچھمن اوٹھے باادب
ہوئی رات جسدم تو پھر یہ جوان
دھڑا دھڑ جو آکر گرے گولے گرے
کوئی ہر طرف کہتا تھا کوئی کمر
کوئی لے اوٹھا اپنے سینہ کو کوٹ
کسی نے کہا دے ہلا جلد بھاگ

ابھی جا کے کرتا ہون بس گرد و برد
تو مجھسے نہ ہرگز ملیگی امان
حضوری مین لاتا ہون اب ساتھ ساتھ
نہ طاقت کسیکی نہ یہ زہرا رہے
کرے لیستہ اوس شیر کو وقت جنگ
دلاور بہادر کا لیوت ہے
ہے ہمجنس اپنا وہ اک انس ہے
بجا اوسکو لاؤن جو مجھسے کہو
عیان جسدم گھڑی پر ہو وقت سحر
شتک ناتھ کے کان چلکر ملین
نکل آئے تا کام از راستی
تو پھر جنگ کیجے بہ تیغ و تبر
کہا شاہ مری بھی یہی ہے خوشی
جلو مین تہنشاہ کے ہمرکاب
ہوئے پھر سہ عازم برائے لیاق
گئے اپنے خیمین ہنگام شب
لگا چھٹنے گولہ بانیان
اوٹھا شور تب ہاے رے وائی رے
کوئی چیخ اوٹھا پھٹ گیا سر
مری بھی گئی ہائے بازو ٹوٹ
کہ کوئی مری ہائے گولے سے ٹانگ

کوئی کہہ رہا تھا یہ زاری کنان ۔ نکلتی ہے اکدم میں اب میری جان
کہوں کیا کہ کہرام ایسا مچا ۔ کہ شور قیامت کہو تو بجا
کسیکو نہ کرنے دیا اوسنے خواب ۔ رکھا رات بھر مبتلائے عذاب
تمامی وہ شب اونکی غم میں کٹی ۔ نہایت ہی درد و الم میں کٹی
غرض اسطرح سے وہ شب کی تمام ۔ کہ کرتے رہے صبح تک رام رام



...ستان روانگی شاہ مع لچھمن جی و ہنومان برا... جنگ و گرفتاری بٹک ناتھ بمقام رزمگاہ و مقابل آمد... بٹک ناتھ و بودن اول سوال و جواب۔

بس اسے خاصہ ایک بڑی رزم ہے — کہ لڑنیکو خود رام کا عزم ہے
ہے اس عزم مین رام کی ایک گھات — کہ ہو فوج کو تا کہ ثابت یہ بات
کہے یہ نہ کوئی کہ شہ بے گمان — لڑاتے ہین ہمکو بچا اپنی جان
بندھا ہے جو یہ دہیان پیش نظر — تو ہے شاہ کو اشتیاق سحر
کہ بھیرون سے میدان مین جاکر لڑین — اوسے باندہ لین یا کہ کشتہ کرین
گئی انتظار یمین جب شب گذر — تو پیدا ہوئی آسمان پر سحر
سحر اسپ گردونپہ پڑہ الوداع — چڑہا لیکے جب مہر تیغ شعاع
ہنومان و لچھمن سری رام چند — چلے اوس جوان کی طرف بہرمند
گئے ہرسہ تن جب لبسوے وغا — تو اونکو نظر دور سے یہ پڑا
کہ یک طفل مانند بدر کمال — بھرا غیظ مین اور کھلے سر کے بال
دہن سے نکلتا ہے کف بیشمار — وہ میدان مین پھرتا ہے مستانہ وار
اٹھارہ کا سن یا ہوا انیسوان — اسی سال دونونکے تھا درمیان
مسین بھیگتی ہین جوانی کے دن — بنا ہے وہ غصہ مین ہم شکل جن
لئے اپنے ہاتو مین کچھ روٹیان — وہ تھین روٹیان یا تھیان بوٹیان
غرض شاہ نے طفل کو دیکھ کے — یہ فرمایا اوسدم ہنومان سے
تماشا ذرا طفل کا دیکھ تو — کہ ہے کسقدر جوش مین جنگ جو
ہنومان دیکھا اوسکا جوش و خروش — اوڑے ایکدم اوسکی ہیبت سے ہوش

ہوئی شہ کے بھی دلمین حیرت عجیب — ولے رفتہ رفتہ وہ پہنچے قریب
گیا قرب مین جبکہ وہ شہریار — تو دیکھا بٹک ناتھ نے ایک بار
یہ جانا کہ اب شہریار جہان — لیے رزم تشریف لائے یہان
نہ کچھ بات کی اور نہ پوچھا ذرا — جوان جیسے پھرتا تھا پھرتا رہا
کہا رام نے کودک بدخصال — تو پھرتا ہے کیون یانیہ مثل شغال
ادھر آ مرے سامنے کر بیان — کئے کشتہ کیون تونے میرے جوان
کیا قہر سے کچھ ہمارے نہ باک — ہزارون کئے نوجوان جو ہلاک
بس اب ڈال گردن مین اپنے کمند — تو خود آ مرے روبرو ہوکے بند
نہ بن مست و مدہوش آہو سمین — اطاعت کے حلقہ کو کر گوش مین
کیا تونے ہے انتہا کا ستم — سمجھ حق مین اب اپنے انکار سم
نہ برباد کر مفت مین اپنی جان — ہماری نصیحت کو اسوقت مان
لڑیگا اگر ہم سے ہوگا خراب — ہماری نہ ہے جنگ کی تجکو تاب
یہ لازم ہے پابستہ ہوکر تو آ — کہ ہم بخشش دین تیری ساری خطا
کریگا جو اسوقت پر سامنا — تو ہے سہل ہم کو ترا باندھنا
تجھے ہم جو باندھینگے جبراً اگر — تو زندہ نچھوڑین گے اے کینہ ور

جواب بٹک ناتھ

یہ سنکر جوان نے دیا یون جواب — کہ اے فخر جم شاہ عالی جناب
کسیکو نہین ہون مین پہچانتا — نہ ہون رام لچھمن کو مین جانتا
تمہاری اطاعت سے کیا مجکو کام — مین ہون بھگوتی جی کے در کا غلام
کسی کو نہ لاتا ہون مین دھیان مین — ہے بس حلقہ بھگوتی کا کان مین

نہ جنگ و جدل ہے بجز مجکو حذر — تمہارے سے نہ قہر و غضب کا ہے ڈر
کسی پر نہ مین نے کیا ہے ستم — نہ ہے گردش چرخ کا مجکو غم
نہ کی آپ کی فوج مین نے ہلاک — ملی جنگ مین در تہ خون و خاک
رکھیگا نہ جو اپنے جینے کی آس — مرے باندہنے کو وہ آویگا پاس
ہلا دونگا جھنجلا کے جو اپنا سر — رہینگے نہ پھر انس اور جانور
براہ عنایت کرے شہ نہ جنگ — لڑین اور شہ کے سوا بید رنگ
نہ مانا جو یہ شہ نے میرا کہا — کرونگا یہ مجبور پھر سامنا
قریب اپنے آنے نہ دونگا کبھی — کرون جہد و کوشش مین پھر خوبسی
ہے اوپر مرے بھگوتی کی دیا — شہنشہ کا لڑتا ہے بس ناروا
یہ بہتر ہے شاہ جہان لوٹ جا — مقابل مین اسوقت میرے نہ آ
جو بھڑکیگی یکبار نار غضب — تو باقی رہیگا نہ پاس ادب
رہیگی نہ اوسوقت اسکی تمیز — کہ یہ شخص بیگانہ ہے یا عزیز
جو ہے شاہ کی فوج ٹیڑی دل — ابھی سب کی آئی ہے دم مین اجل
تماشا ذرا دور سے بیٹھ کر — رہین دیکھتے شاہ پھر کر نظر
مٹادون نشان فوج کا اسطرح — اوڑے کاردے جیسے حرف غلط
جو چھانے کوئی خاک اونکی یہان — تو پیدا نہو ریزۂ استخوان
مناسب نہین شاہ کو کارزار — لیہ کی غرض آیندہ ہے اختیار

مصاف سوم جنگ کردن شاہ از بکٹ ناتھ و مقابل آمدن
ہنومان و کردن گرز بازی بر سر بکٹ ناتھ و بعدہ مصروف
در گشتی و بالائے سر آوردہ انداختن ہنومان را بالائے کوہ



بس اے خامہ اب کچھ نکر تو درنگ ۔ بیان کر تو اب رام و بھیرون کی جنگ
سنا مجکو سویم تو حال مصاف ۔ ولیکن نہ ہو کوئی کلمہ خلاف
ہنومان و بھیرون کی کشتی کا حال ۔ بیان کر تو وہ بھی تمام و کمال
بس اب خامہ ہوتا ہی یون تیزبان ۔ دیا شہ کو پاسخ جو بھیرون نے وان
خلاف ادب تھا جو اوسکا جواب ۔ رہی شاہ کو سنکے ہرگز نہ تاب
غضب سے وہ چہرہ ہوا خون ناب ۔ بنین چشم خونین برنگ شہاب
دیا حکم لچھمن کو یہہ آنزمان ۔ کرو اسپہ بوچھار تیر و سنان
سلامت نہ جائے بسوئے دگر ۔ کرو سفتہ تیرون سی اسکا جگر
ہنومان سے بھی کہا اے جوان ۔ لگا اسپہ اب تو بھی گرز گران
نکال اب بیک گرز سر کا دماغ ۔ کہ ہو جائے کالی کا گل[1] یہ چراغ
اجازت ہے کر شوق سے اوس پہ یوہ ۔ کہ ہو یہ دیا مائی کالی کا اودہ[2]
ہنومان بولے مین ہون جان نثار ۔ ابھی گرز کی اسکو دیتا ہون مار
یہ کہکر کے آگے بڑھا وہ جوان ۔ عقب سے کئے تیر شہ نے روان
ٹرہے والنسے لچھمن بھی میدان مین ۔ چلانے لگے تیر ہر آن مین
ولے جسم و جانکو نہ پہنچا گزند ۔ نہ عاجز ہوا وہ بل ارجمند
کہ پہنچا ہنومان اور بے دریغ ۔ لگایا جوان مرد پر زخم تیغ
پڑی خود پر سر کے تیغ دو دم ۔ گئی لوٹ وہ تیغ خود یک قلم
ہنومان نے اوس گھڑی جوش کہا ۔ کیا گرز کے وار کو بھر رہا
ہوئی گرز کی الامان وہ صدا ۔ کہ پہنچی زمین سے وہ لے تا سما
ہوا سر مین اوس ضرب سے اوسکے درد ۔ بھرا بھر تو غصہ مین وہ شیر مرد
گیا بس ہنومان سے وہ لپٹ ۔ بحال غضب مثل اژدر جھپٹ

۱- [illegible] ۲- [illegible] اور بجھانا اور گل دینا چراغ

دلبری یہ دیکھ اوسکی تھرا گیا
بمصداق سعدی شدہ ہوش گم
نہ دیکھی کسی طور سے جب امان
دگر گفت آن سعدی شیر نر
کہ چون گربہ عاجز شود وقت جنگ
غرض ہر دو تن مثل پیل دمان
کیا اسقدر زور لا انتہا
لڑے ٹھونک خم اسقدر وہ جوان
ہنومان نے اس جوان کی کمر
کہ کرتا اگر زور وہ کوہ پر
ہلا کر کے یکدم سے سارا پہاڑ
مگر یہ جوانمرد قایم رہا
غرض دیکھ یہ قوت نوجوان
ہوا اوسکا ہیبت سے پانی مزاج
ٹنک جی بھی دل مین لگا کہنے ہنومان
جدا گشتہ و راست کر زند دم
ذرا دیر ٹھہرے برنج و محن
یہانتک لڑے پھر وہ باہمدگر
سراپا ہوئے عرق مین دونون تر
چنان بود احوال باہمدگر
ٹنک ناتھ چون دید زین طور کر

پسینہ ہنومان کو آگیا
کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم
بہ مصروف کشتی شدہ آنزمان
بہ تصدیق این بیت شد جلوہ گر
برآرد بہ چنگال چشم پلنگ
لگے زور کشتی مین کرنے وہان
کہ رن کی زمین شق ہوئی جابجا
عطش سے گئی سوکھ کام و دہان
کیا زور پہلے پکڑ اسقدر
تو قوت سے اپنے اوسی سر بسر
پر کاہ کی طرح لیتا اوکھاڑ
ہلانے سے اوسکے نہ مطلق ہلا
ہنومان کو بس ہوا خوف جان
یہ سمجھا کہ بس زور آخر ہے آج
کہ در اصل ہے یہ جبری پہلوان
نہ لیکن شدہ کینہ از سینہ کم
گئے پھر لپٹ باہمی ہر دو تن
کہ باقی نہ ہرگز رہا کچھ ہنر
نہ لیکن ہوا کوئی زیر و زبر
نہ آنرا خطر شد نہ اینرا ظفر
کہ غالب نہ گشتیم چون ہنگام جنگ

شدہ آنزمان سخت اندوہ گین
ازان بعد پھر شیش ہین آن کے
کھٹک دھاری کو بدل یاد کر
دگرگون ہوا پھر تو حال نبرد
جمے پائوں تھے گرچہ شکل پہاڑ
لگی پھر نہ کچھ دیر لپیا گیا
اوٹھا سر سے اونچا ہین چند بار
بمصداق فردوسی پاکدین
قضا گفت گیر و قدر گفت وہ
لیا پھر ہنومان نے دل کو تھام
بگفتا ہنومان با درد دل +
گرے جب ہنومان اوس کوہ پر
گئے درد سے بھول چون وچرا
نکلنے لگا منہ سے برعکس نام
مگر جان کو کچھ نہ پہنچا گزند
سراسر مگر لیست ہمت ہوئی
دیا جب ہنومان کو یون ہٹا
چلا سے شہنشاہ و لچھمن پے تیر
پھٹا گرچہ وہ جوشن پرنیان
جو تیر ونکو دیکھا کہ ہین پر خطر
دلیری سے پھر جانب شہ چلا

مگر گشتہ از خشم چین بر جبین
گرہ کر کہا ہائی کالی کی جے
دیا ایک جھٹکا پکڑ کر کمر
ہنومان جی ہوگئے غش گرد برد
لیا پھر ٹپک جی نے ہلکر اوکھاڑ
زمین سے اوٹھا سر سے اونچا کیا
گھما کر دیا پھینک بر کوہ سار
ہوئی راس این بیت شد بالیقین
فلک گفت احسن ملک گفت زہ
گرے وانیہ کرتے ہوئے رام رام
کہ یا رام بندہ شدہ مضمحل
ہوئے چور کل اوستخوان ہر بسر
کہا ہائے رے میں مرا رے مرا
مرا موتہہ سے نکلا کہا جبکہ رام
سلامت رہا وہ پلی دردمند
کہ میدان کی پھر سے آت ہوئی
تو پھر جانب شہ وہ آگے بڑھا
کہ گذرے وہ یک لخت جوشن کو چیر
دلے جسم کو کچھ نہ پہنچا زیان
تو لایا جوان مرد منہ پر سپر
ہوا شہ کو اوس وقت پر دغدغا

یہ لچھمن سے بولا شہ نیک نام — نہیں اب ہے غفلت کا اسوقت کام
رکے ہی نہیں یہ جوان دلیر — ہے آتا چلا نعرہ زن مثل شیر
دلیری سے اوسکی ہمیں ہے خطر — کریگا یہ حملہ ضرور آن کر
ابھی ذکر تھا بس یہہ باہم ہمیں — کہ پہنچا جوان طرفۃ العین میں
یکایک جوہیں شہ نے پھیری نظر — تو پھیرونکو دیکھا کھڑا پشت پر
ہوئی دیکھ جرات یہ حیرت دوچند — مقابل ہوئی لیکے لچھمن کمند
کمند اپنے لچھمن نے جب کی رہا — تو پھیرون گیا سر کو اپنے چورا
نہ ہرگز ہوا وہ جوان اوسمیں بند — گئی صاف لچھمن کی خالی کمند
جوان کا ارادہ ہوا بعد ازان — کرے وار لچھمن پہ اپنا روان
کہ پھیرون سے شہ نے کہا یہ پکار — نہ لچھمن سے اسوقت کر کارزار
بس اب ہوگیا روز روشن تمام — قریب آگیا اے جوان وقت شام
مناسب ہے اب خیر سے لوٹ جا — سحر کو مسلح تو پھر ہو کے آ
یہ نخوت کا سر میں بھرا ہے جو دود — نکل جائیگا مغز کا سب غدود
لڑائی سے ہرگز تو واقف نہیں — ہے بیفائدہ اسقدر بغض و کین
ذرا آجکی رات تو صبر کر — سحر تیری لونگا بخوبی خبر
نہیں ہی تجھے صبر کی تاب جو — تو آ گر مقابل ہمارے تو ہو
ترے جنگ سے کچھ نہیں ہمکو بیم — مگر اک ندامت سے دل ہے دونیم
کہ گر وقت پیکار اے شیر مرد — اگر ہو تو کشتہ بروز نبرد
تو پیش مہادیو عالی وقار — کرونگا بھلا کسطرح چشم چار
کریں مجھ سے جسوقت دریافت یون — کہ پھیرون کو تمنے کیا قتل کیون
تمھارے وہ تب سے تھا بے خبر — وہ نادان تھا محض اور بے ہنر

مگر تم تو دانا تھے اور باخبر
دیا جان کر تم نے درد جگر
کہیں مجھ سے اسطور جب وہ جناب
دویم بھگوتی جی کا بھی ہو عتاب
کیا قتل ہم نے جو راون کو تھا
کریں بھگوتی جی کرم کی نظر
نہ ہرگز ہوئی وہ تمنا حصول
مصافت یہانتک کی ناحق ہوئے
صد افسوس اوترا نہ وہ سر سے بار
نہ لڑنے کو یاں فوج لائی تھی ہم
شروع ہو گئی آکے یاں تجھ سے جنگ
تجھے اونکی یاد اشمین کیا کریں
پڑی ہے پس و پیش میں اپنی جان
نہ کہنے کا ہوتا ہے تجھ پیر اثر
کشش و پنج میں جان ہے مبتلا
تو دنیا میں اب ہم کو رسوا نہ کر
تری ماکے درشن سے ہم آئے ان
بس اب ہم بھی جاتے ہیں لوٹ اب گھر
ترے جنگ سے سود دنیا نہ دین

خطا سے کبھی لازم تمہیں درگذر
کیا قتل میرا جو تو نے نظر
تو کیا اسکا پھر دوں میں آنکھوں پر آب
نہ درشن سے پھر وہ کریں کامیاب
یہاں پھر تھا آنے سے یہ مدعا
یہ دوش اپنے گردن سے جائے اتر
لڑائی گئی اور ٹھن یہ فضول
دگر گونہ یک فکر لاحق ہوئی
گلے کا تو ویگر بنا میرے ہار
یہاں صرف درشن کو آئی تھی ہم
ہوئے قتل صدہا جوان بیدرنگ
جو ماریں تو اپنے کو رسوا کریں
نہیں باز آتا تو اے نوجوان
نہ ہوتی ہے فکر دگر کارگر
کہ ہے جسکا کہنا نہ سننا بھلا
کسی طور سے مانجا اے پسر
کیا خوب تو نے ہمیں سرفراز
بلا سے ہوئے گو نہ درشن اگر
برائی بجز اور حاصل نہیں

جواب ٹبک ناتھ

یہ سنکر کے پھر دیو نے شہ سے کلام
نہین مجکو کچھ ڈر وزیر روشن سے کام
نہ خایف شوم از کسے دیو جن
بدارم نہ کمز ور در سر غدود
حقیقت مین مجکو نہین تاب صبر
مگر اس گھڑی حکم سے شاہ کے
سحر کو مگر آؤن گا پھر ضرور
نہ مطلق کسی کا ہے مجکو حذر
مگر انکو بھی کردن گا نہ خواب
یہ فرمایا جو شاہ نے رحم کھا
تو پیش جہا دیو ہو سر فرو
کرین شاہ اس فکر کو دل سے دور
کرو دلمین اسکا نہ کچھ وسوسا
امر ہون مین اے شاہ زیر فلک
مگر اس سے دونا ہے مجکو خیال
مرا جسم ہے کل ہوا کی نظیر
ہوا کو پہنچتا نہین کچھ ضرر
جلندہر جو بھائی مرا ایک تھا
کیا اوس نے ہر اک کا دم ناک مین
ہر اک دیوتا اوس سے عاجز ہوا
مین ڈرتا ہون اس سے مبادا اگر
کہا یون کہ اے شاہ عالی مقام
بلا سے مری ہو گئی گر چہ شام
نظر مین ہے یکسان مرے رات و دن
کہ آرد شہنشاہ از وے جود و د
کہ زہرہ بدارم مثال ہژبر
مین جاتا ہون لوٹا ہوا اب لیے
رہے وہیان اسکا بھی پیش حضور
کرونگا نہ مین جنگ سے در گذر
جلاؤنگا گو لے بہت بے حساب
کہ گر گشتہ ہو تو لو قت وغا
ندامت ہو اسکی وہان شاہ کو
ترددیہ ناحق کا ہے اے حضور
نہین شہ کے ہاتون سے میری قضا
نہین موت مجکو قیامت تلک
نہ پہنچے کہین جسم شہ کو زوال
اگر شہ نے دہارن کیا ہے سریر
مگر جسم کو شاہ کے ہے خطر
پھر نے اپس سے جتنے تھے سب دیوتا
ملا پر کسی سے نہ وہ خاکمین
بڑی مشکلون سے وہ آخر ہوا
جو پہنچا کہین شاہ کو کچھ ضرر

جلندھر کے مانند سب دیوتا
رکھین مجھسے پھر بغض و کینہ بسا

بگڑ اور سب مل کے بیخوف باک
کرین مجکو مثل جلندھر ہلاک

کہا شاہ نے جو کہ اسکا ہے غم
کہ آئے تھے اسجا پہ درشن کو ہم

لڑائی ہوئی یان بجائے خوشی
بعوض ہنسی کے ہوئی یان کھسی

نہین اسمین مطلق ہے میری خطا
کرین شاہ خود غور دلمین ذرا

اجازت بنا بھگوتی مائی کے
تمھین جانے دیتا مین کسطور سے

مگر شہ نے مجھسے نہ پوچھا کچھا
قدم اپنا ڈیوڑہی کے اندر رکھا

جو دیکھی تو یہہ رسم ہی اور ہے
کہا بکا یہہ فرمائے طور ہے

بلا حکم مالک و دربان کے
چلے جاوین بے خوف اندر جسے

مزاحم ہو دربان اگر کچھ ذرا
تو حکم اوسکو ہو قتل یا قید کا

نہ دیتے مری قید کا حکم گر
تو بیشک مین تھا شاہ کا راہبر

در بھگوتی تک بصد امتیاز
پہنچتا مین لیکر تمھین با نیاز

ملیگی نہ اب بھگوتی جی کی دید
بھلا دیجئے دل سے اسکی امید

سوا اسکے اب صلح بھی دور ہے
اگر بات یہہ شہ کو منظور ہے

تو سیتا و لچھمن کو لے جلد تر
چلے جائین خود شاہ جاہین جدھر

مگر لشکر شہ جو ہے بیکران
نشان اسکا دونگا نہین نام دلستان

نہ چھوڑونگا اک بوزنہ نام کو
نہ خونخوار خرسان سیہ فام کو

ہنومان و انگد جوان نل و نیل
جو رکھتے ہین سب سے بڑے ڈول ڈیل

دیا پھونک شیطان انکا نہین
کسیکو نہ لاتے ہین وہ دھیان نہین

قسم بھگوتی جی کی بے خوف و باک
ملا دون بیکدم نہ خون و خاک

گرونگا نہ اس بات سے درگذر
اگر ہو وے دنیا ادھر کی ادھر

مجھے بندر ولنسے جو ٹوا دیا
بڑی شرم و غیرت کا ہی یہ مقام
مری شہ کی قدر دانی بڑی
نہ باقی ہے اب مجکو صبر و قرار
کہ خرسان اور لوزنہ زشت خو
کرین حیف صد حیف وہ مجھسی جنگ
بھلا شاہ وہ صبر کیونکر کرے
بڑے حیف کی بات ہے شہریار
نہ ہوتی اگر بھگوتی کی مدد
ہزارون پڑے مجھ پہ گرز اور تیر
مگر مین سے بھی انکو اسکا مزا
نہ بھولینگے ہرگز کبھی عمر بھر
ہنومان بھی مجھ سے ایسا لڑا
دکھایا بہت آنکر اپنا زور
یقین ہے بچا ہو نہ وہ پہلوان
تو اسکے پھر ایسا کرون اسکو شاد
نل و نیل وانگد نے بھی بیکران
مجھے لونچا اونکا بھی ہی مزاج
کہ آرام سے پھر بزیر فلک
کیا جبکہ بھیرون نے ایسا بیان
ولے ہو گئی تھی نہایت جو شام

مری کیا خطا تھی جو ایسا کیا
بس اب مار مر جائیے کر اپنا نام
یہہ کی آنکر مہربانی بڑی
ہوا ہے مجھے رنج یہہ بے شمار
دلیری دکھاوین مرے روبرو
مقابل وہ ہوون با کمان و خدنگ
کہ میدان مین جو بندرون سے ہٹے
لڑا مین لیکتن سی ہزارون سوار
تو وار اون کے کسطور کرتا مین رد
مجھے جانتے لوزنہ تھے حقیر
دیا خوب اچھی طرح سے چکھا
کرین گے مجھے یاد شام و سحر
مرے سر پہ مارے ہزارون گدا
دیا پھینک مین نے اوسی شل ہو
جو شاید وہ پھکر پھر آیا یہان
چھٹی کا اوسے دودھ آجائے یاد
لگاے مرے سر پہ گرز گران
کرون انکا بھی جلد عمدہ علاج
یہہ سوئین کہ جاگین نہ محشر تلک
تو غصہ مین آیا وہ شاہ جہان
لڑائی کا اوس وقت پر تھا نہ کام

کہا شہ نے بھیروں سے جا لوٹ اب | نکل جائیگا کل ترا زعم سب
ہمیں بھی ہے منظور اب ہو سو ہو | نکالیں ترے سر سے اس زعم کو
جوان نے کہا خیر جاتے ہیں ہم | سحر دیکھنا لو نہیں آتے ہیں ہم
رہیں رات کو کل جوان ہوشیار | جلاؤنگا میں باٹیان بے شمار
جتاتے ہیں دیتا ہوں اسباتکو | کہ سوویں نہ آرام سے راتکو
یہ انصاف خود شاہ دلمیں کریں | کہ میں شب کو جاگوں وہ سوتے رہیں
ہنسا سنکے یہہ تب شہ بے نظیر | کہا ہے تو بھیروں بڑا ہی شریر
مگر خیر اسوقت اب لوٹ جا | وہ کرنا جو کچھ ہووے تیری رضا
یہہ سن لوٹ آیا جوان خوشخرام | گئے اپنے خیمونمیں لچھمن و رام
گئی اک پہر رات جسدم گذر | لئے جنگ باندھی جوانوں کی کمر
اوٹھا باٹیان اپنے ہاتونمیں لے | سجا دی وہیں ایکدم لے دے
لگے گرنے گولے جو اولے کیطور | تو کرنے لگے نوجوان ملکے شور
گرے گولے جب آدہر ادہر ہوں | لگا پھٹنے سر پھٹ کے خرسونکا خون
مچی واہ ویلا و شور اسقدر | کہ قبروں سے مردے اوٹھے چونکر
پہر رات سے لے سحر تک جوان | جلاتا رہا گولے باٹیان
ہزاروں ہی اوسرات بندر مرے | بڑے ہوئے تارتے مچھندر مرے

مصاف چہارم رفتن لچھمن در میدان جنگ و گرفتار شدن ٹھکناکہ در کمند و لیودن عتاب بھگوتی و تاریک شدن جہان و باریدن ژالہ از آسمان و وزیدن ہوائے تند و سخت و شکستن کمند و رہا شدن ٹھکناتھ از دست لچھمن


سیتا
ہنومان
رام
لچھمن
بھیرون
دیبی

کدھر اب لگی ہے تیری خامہ دھن
زمانہ کی حالت ذرا سو چکر
صد افسوس وہ شاہ باز بلند
ادھر اب لگا کر ذرا اپنے کان
عیان شد چو روز چہارم سحر
اوٹھا خواب راحت سی شاہ جہان
سران سپہ بھی گئے سب تمام
ہنومان و لچھمن بھی دو نونجوان
جھکایا جو لچھمن نے سر پاؤن پر
سر و چشم کو اونکے بوسہ دیا
سران سپہ کے جو تھے مردمان
کہ اے شاہ امشب ہزارن جوان
بہت رہگئے یونکے یونہین دھرے
قسم کھا کے کرتے ہین اب عرض ہم
رکھین کسطرح اپنا پاے ثبات
لڑائی کو وہ تو سمجھتا ہے کھیل
نہ دیتا ہے وہ چین سے بیٹھنے
ٹھکانا نہ کھانے نہ پینی کا ہے
اگر بھاگ جائین تو جائین کہان
لڑائی جو ہو ڈھنگ کی تو لڑین
پر ایسی لڑائی نہ دیکھی کہین
فلک ور پئے رنج ہے میری سن
تو اب پھینکدے بال و پر تو جگر
بس اب دام مین آ کے ہوتا ہے بند
سنو رنج اور غم کی یہہ داستان
شدہ آفتاب الم جلوہ گر
ہوا تخت پر آ کے جلوہ کنان
ادب سے کیا جھک کے سب نے سلام
ہوئے جا کے پابوس شاہ جہان
تو جلدی سے شہ نے اوٹھا اونکا سر
بٹھا تخت پر پاس اپنے لیا
لگے کرنے رو رو کے سب یون بیان
ہوئے کشتہ از گولہ باٹیان
کچھ اک ڈر سے کچھ باٹیون سے مرے
کہ باقی نہین ہے ذرا ہم مین دم
وہ دیتا نہین رات کو بھی نجات
مگر ہم سے ہوتی نہین مار جھیل
نہ پاتے ہین سونے نہ اور لیٹنے
نہ کچھ آسرا اپنے جینے کا ہے
رہین گر تو ملتی نہین یان امان
مرین گر تو دس پانچ کوئی مرین
مرین ہم ضرر اوسکو مطلق نہین

نہ لنکا مین ایسے ہوے ہم تہ تنگ ۔ ہوئی رانکو وان کسیدن نہ جنگ
ہمارا لیا عیش و آرام لوٹ ۔ خدایا گرے آسمان اوسپہ لوٹ
اچانک سے آ جائے اوسکو اجل ۔ گرے ایسی بجلی کہ وہ جاے جل
کہو رام جی کیا کرین ہم بھلا ۔ گئی یان چہوٹ ہم کو کیسی بلا
سرا لو کہ جاوے اوسی سانپ ڈس ۔ کہ رہجاوے سوتے کا سوتا وہ بس
کرو رام جی جلد اسکا بچار ۔ وہ ڈالیگا بے موت ہم سبکو مار
کہا شاہ نے فوج سے سنکے یون ۔ کہ افسوس اب ہو پریشان کیون
تمہارا سراسر تو یہہ قول تھا ۔ کہ لنکا کو ہے فتح ہم نے کیا
کئے سیکڑون قتل لنکا مین دیو ۔ یہان کیا ہوا وہ تمہارا غرور
وہان تو ہزارون ستی تنہا لڑے ۔ کھڑے سی یہان یک بیک گر پڑے
کہ اک تن سے یہہ خوف پیدا ہوا ۔ کہ کرتے ہو زاری و شور و بکا
تمھین کیا کہیگا زمانہ بھلا ۔ کرو پاس کچھ اپنی اوس بات کا
سبہ نے یہ جب رام جی سے سنا ۔ لگے عرض کرنے وہ سب سر جھکا
کہ لنکا مین بیشک کیا ہم نے کام ۔ ولیکے کام اپنا ہوا یان تمام
نہایت ہی ہمکو شتابی پس و پیش ۔ کہ کیون پانو چلتا نہین اپنا بس
ٹک نا تھا سا اس جہان مین دگر ۔ نہ آتا ہے اے شاہ کوئی نظر
نہ ہے اسکی قوت کی کچھ انتہا ۔ لیا آزما ہر طرح سے ستہا
کر اب فکر اے شاہ والا صفات ۔ ملے تا ہمین اس بلا سے نجات
یہ بھیرون کی ہر دو بدو گفتگو ۔ کہ زندہ نہ چھوڑیگا لنکا مین ایک کو
پہنچیگے جو لشکر بچاویگا جان ۔ کیا ہم نے اپنے کو مردہ گمان
اودہر لو یہ کتھا ذکر اسطور ہے ۔ اودہر ونہ جوان مرد با کر و فر

ہوا آکے میدان مین رزم خواہ
جسے ہووے لڑنیکی مجھ سے ہوس
سنی شہ نے آواز بھیرون کی جب
لیئے جنگ اب لیکے تیر و کمان
پہنچکر قریب اوسکے پھینکو کمند
عقب لیکے ہم لشکر لے عدد
نہ کرنا کسی طرح کا اضطرار
یہہ سن حکم لچھمن ہوا اوٹھ کھڑے
مقابل ہوئے جب ٹہنک ناتھ کے
کہ اے طفل کیون جان سے تنگ ہے
توہی لاکھ گر نوجوان بے بدل
اسی باتمین ہے تری بہتری
نہ بگڑیگا کچھ تیرا او بدحواس
کرا دینگے ہم درگذر سب خطا
جوان نے کہا کیجئے اب معاف
یہ سب محض بے سود ہین وعظ پند
نہ اس بات کا ذکر اب کیجیئے
اگر جنگ منظور ہے تو کرو
رہا اب نہ کچھ کہنے سننے کا کام
قیامت مچادونگا رن مین ابھی
کوئی لاکھ سر کا اگر نیکے آئے

یہ آواز دی آکے اے بادشاہ
مقابل وہ ہووے مرے آکے بس
یہ فرمایا لچھمن سے ای بھائی آپ
شتابی سے ہو سوے میدان روان
کرو جلد جا اوسکی گردن کو بند
پہنچتے ہین جلد ہی سے بہر مدد
نہونا کسی طور سے بیقرار
قدم بوس ہو سوے میدان چلے
تو لچھمن یہہ بھیرون سے کہنے لگے
ترے مارنے سے ہمین ننگ ہے
ولے مانتا گر نہ جنگ و جدل
دگر نہ ہوویگی پھر جان بری
فقط دست بستہ تو چل شہ کے پاس
کرین ماسوا اور بھی کچھ عطا
یہ کہتا ہون مین آپ سے صاف صاف
مین لاؤنگا تمکو بزیر کمند
نصیحت کو تہہ کرکے رکھ دیجئے
جو کہنا کہتا ہے تو گھر جا کہو
وہ سب ہو چکا پیشتر ہی تمام
نہ جاؤنگا بالبستہ ہوکر کبھی
نہ مانونگا بر ہما بھی گر لوٹ جائے

نہ کی مین نے کچھ رام جی کی خطا
ہیو دربکار ہے بھگوتی کی بد د
یہ سنکر کے لچھمن ہوئے پر غضب
بہت ہم نے چاہا کرین درگذر
یہ بولا جوان بس نہ اب کچھ کہو
نہ باقی رکھو کوئی ارمان دل
نہین موت اپنی سے مجکو خطر
یہہ سنکر رہی پھر نہ لچھمن کو تاب
اوسی حالت غیظ مین بیدرنگ
لگا نوجوان کے جو آکر کے تیر
ہوا تیر کھا کر جوان خون مین تر
کھڑگ ہاتھ مین لے اوٹھائی سپر
جو لچھمن نے دیکھا وہ آتا ہوا
مگر تھے یہہ لچھمن بڑے تیز دست
ہزارون کئی دم مین گو تیر سر
جو لچھمن نے دیکھا یہ حال جوان
ہوئے تیر کے مارنے سے نہ بند
برابر جو وہ بانٹین تیر تھی
کہ اپنا ہی کھینچکر کرے اونپہ وار
ادہر تو یہہ تھی گرم تر کارزار
مدد کو ہر اور کے باکرو فر

نہ کچھ چاہتا ہون مین اونسے عطا
کرون تا کہ حربے تمھارے مین رد
یہ بھیرون سے بولے کہ سن لو اد
مگر موت آتی ہے تیری نظر
ذراسی بھی تم درگذر مت کرو
نکالو وہ سب اپنے لی غش و غل
کرو وار اپنے مرے جسم پر
لگی کھانے غصہ سے وہ پیچ و تاب
جو بھیرون نے چھوڑا کمان سے خدنگ
گیا جسم مین گھس وہ جوشن کو چیر
اوٹھا پھر تو جھنجلا کے وہ شیر نر
چلا سمت لچھمن کے وہ نام ور
تردد سا اک دل کو پیدا ہوا
یہ چاہا کرین اسکو تیرون سے پست
نہ لیکن کیا ایک نے بھی اثر
ہوئے پھر وہ حیران آئینہ سان
چلائے وہ لے اور بھی چار چند
تو فرصت نہ بھیرونکو اتنی ملی
رہا خود حفاظت مین وہ ہوشیار
اودھر رام لے لشکر بے شمار
ہوئے آکے میدان مین جلوہ گر

یہ دیکھا کہ لچھمن چلاتے ہیں بان — اونھیں ڈھال پر روکتا ہی جوان
غرض دیکھ یہ حالت کارزار — یہ آواز دی رام نے ایک بار
کہ لچھمن ہراسان نہ ہونا ذرا — ہم اب آگئے دل کو رکھنا ہرا
لڑائی میں اب تم لگاؤ نہ دیر — بس اب باندھ لو جلد کر اُسکو زیر
سنی جبکہ لچھمن نے آواز رام — تو ہو شادمان دلمیں وہ نیک نام
یہہ تیرون سے کام اپنے اوسنے لیا — جوان کو نہ پاس اپنے آنے دیا
برسنے لگے تیر جب ایک لخت — تو بھرون پہ آکر پڑا کار سخت
مگر آفرین تجھپہ اے ذی ہمم — کٹے تیغ سے تیر صدہا قلم
وہیں نعرہ زن ہوکے پھر لام پر — لگا بڑھنے آگے کو ہر گام پر
بڑھا جبکہ آگے کو یہہ نیک نام — مع فوج آئے نظر اسکو رام
جوان نے وہین دیکھکر رام کو — کہا مائی کالی مددگار ہو
یہہ کہکر پھری جوش مین اک تلنگ — پہنچ قرب لچھمن گیا بے درنگ
گیا قرب لچھمن جو بہر نبرد — ہوا شاہ کا دیکھکر رنگ زرد
لگے کہنے چلا کے تب شہریار — خبردار لچھمن ہو اور ہوشیار
کہ یہہ طفل ظالم بڑا سخت ہے — یہہ پھر چھا دیو یک لخت ہے
ہوئے ہوش لچھمن بھی دیکھ اسکو گم — ولیکن دلیری یہہ بولی کہ تم
رہا کن یہ ہمت در اندام کمند — بکن گردن نوجوان را بہ بند
ٹکناتھ اوسوقت تھا جو شمن — یہہ لچھمن جو تھے اپنے تھے ہوشمن
جو تھا سست و مدہوش وہ نوجوان — کمند اوسپہ لچھمن نے تب کی روان
چھٹی دست لچھمن سے جسدم کمند — ہوئی گردن نوجوان آہنین بند
ہوئے شاہ یہ دیکھکر حال شاد — یہ فرمایا بر آئی دل کی مراد

سران سپہ بھی ہوئے شاد کام
گرفتار جس دم ہوا یہہ جوان
کہا سب نے لچھمن سے یون شاد ہو
ہزار آفرین آپکے ہاتھ کو
سمجھتا نہ تھا اپنے ہمسر کوئی
کسیکو نہ لاتا تھا یہہ دھیان مین
جوان کا جو تھا ایک کتا رفیق
نہایت وہ اُسکا ہوا خواہ تھا
گلے بیچ سنڈون کی مالا پڑی
گرفتار بھیرونکو دیکھا جو وان
ہوا رنج مین اسقدر مبتلا
نہ تھا اس سوا اوسکا وان داد خواہ
وہان بلکہ تھی ہر کسیکو خوشی
یہہ کتا جو تھا غم مین ہو مبتلا
قدم پر دیا تھا سکے رکھ اپنا مُنہ
زبان گو نہ تھی پر یہہ اظہار تھا
رہا عجز کرتا یہہ گو بے زبان
ہٹا بلکہ اوس سگ کو وانسے دیا
گرا پھر وہ لچھمن کے جا پاؤن پر
نہ لچھمن نے بھی اوسکا کہنا سنا
ہوا پھر تو وہ سگ پریشان کمال

بجانے لگے ملکے بغلین تمام
لگے کودنے ریچھ و بندر وہان
کہ پکڑا اٹھے اس زبردست کو
کہ باندھا جو اس سی ٹنک ناتھ کو
شجاعت بس اب ختم یکسر ہوئی
بکھرے تھا دوان وسط پیدا زمین
ہوا دیکھ یہہ حال غم سے رقیق
ہر اک جا پہ رہتا وہ ہمراہ تھا
رہی پونچھ بھی اوسکی ہر دم کھڑی
لگا رونے مُنہ کر سوے آسمان
زمین پر لگا لوٹنے جا بجا +
کہ کرتا جو حالت کو اپنی تباہ
ٹنک جی یہ تھا عالم بے کسی
بہ پیش شہنشاہ روتا گیا
لگا کرنے منت سے وہ یہہ گو نہہ
کہ اے شاہ بھیرون کو کر دے رہا
نہ لیکن ہوا شاہ کچھ مہربان
نہ کچھ عجز پر غور اوسکے کیا +
یہی مدعا ر دلی سوچ کر
دیا اپنی ٹھوکر سے اوسکو ہٹا
کہون کیا جو اوسکا ہوا غم سی حال

ازان بعد سر سوے گردون اُٹھا
ہوا اُسکے رونیکا ایسا اثر
اودہر تو گئی اُسکے سگ کی دعا
دہ بھگوتی تک بصد شور و شر
تو گھبرا گیا بھگونی جی کا دل
ہوا جوش خون سے یہ دل بیقرار
رہی شرط غم سے نہ جب دلکو تاب
سوئے آسمان پڑھ کے کچھ دم کیا
بیک لحظہ زین طور نوبت رسید
اوٹھا شور اک از زمین تا زمان
ہوا اور آندہی چلی ایسی تند
کسیکو نہ تھا پھر کوئی بوجھتا
ہوا برق اور رعد کا پھر جو شور
لگے گرنے اولے جو از آسمان
گئے سیکڑون شخص کے مغز پھٹ
وہان رام یہ دیکھ حال خراب
ادہر تھے تردد مین لچھمن و رام
کہ ہو کر کے وہ مثل پیل دمان
کیا زور گو نوجوان نے دوچند
ہوا پھر تو یہ نوجوان پر غضب
تڑپ کر بھری اوسنے پھر تک جست

لگا رو کے الیشر سے کرنے دعا
کہ پہنچی غرض بھگوتی تک خبر
ادھر اُس جوان نے بھی کی التجا
جو اکدم سے دونون کی پہنچی خبر
گیا بلکہ ایک بار سینہ مین ہل
بہے دونون آنکھون سے اشکون کے تار
تو پھر اپنا نازل کیا یون عتاب
کسیکے نہ مرنے کا پھر غم کیا +
تو گوئی کہ صور قیامت دمید
ہوا جس سے تاریک سارا جہان
کہ آنکھو نمین چھا یا جوانونکی دہند
نہ تھا ہاتھ کو ہاتھ تک سوجھتا
پراگندہ خاطر ہوئے اہل زور
ہوئے اونسے زخمی سر پہلوان
بہت سے مرے لڑ کے آپس مین کٹ
یہ سمجھے کہ ہے بھگوتی کا عتاب
اودہر اُس جوان نے کیا پھر یہ کام
لگا زور کرنے بہر سو جوان
نہ لچھمن نے چھوڑی مگر وہ کمند
کمر سے لیا کھینچ خنجر کو تب
کیا حملہ لچھمن پہ جون پیل مست

ہے تعریف لچھمن کی اسوقت پر ۔ بچایا جو اپنے کو با این ہنر

گئے ہٹ وہ نیچر کو اکدم اچھل ۔ گیا حملہ خالی جو انکا نکل

نہایت تھا مضبوط تار حیات ۔ بچے ایسے حملہ سے جو نیکذات

جوان مردنے تھام لی پھر کمند ۔ کیا زور اوسکو پکڑ کر دو چند

ادھر زور اس پہلوان نے کیا ۔ ادھر زور لچھمن جوان نے کیا

کشا کش سے ڈھیلے ہوئے بند بند ۔ پھر اُس کشمکش مین وہ آخر کمند

یکایک گئی درمیان سے وہ ٹوٹ ۔ گیا یہ جوان ہاتھ لچھمن سے چھوٹ

ہوا جب رہا بند سے یہ جوان ۔ منور ہوا تب زمین آسمان

وہ شور شغف تھا سو سب گھٹ گیا ۔ جو چھایا تھا ابر سیہ پھٹ گیا

دکھائی دئے نوجوانو نکے روپ ۔ نکل آئی بدلی سے یکساتھ دھوپ

چھٹا بند سے جبکہ یہہ شیر نر ۔ تو غمگین وہ لچھمن ہوئے بیشتر

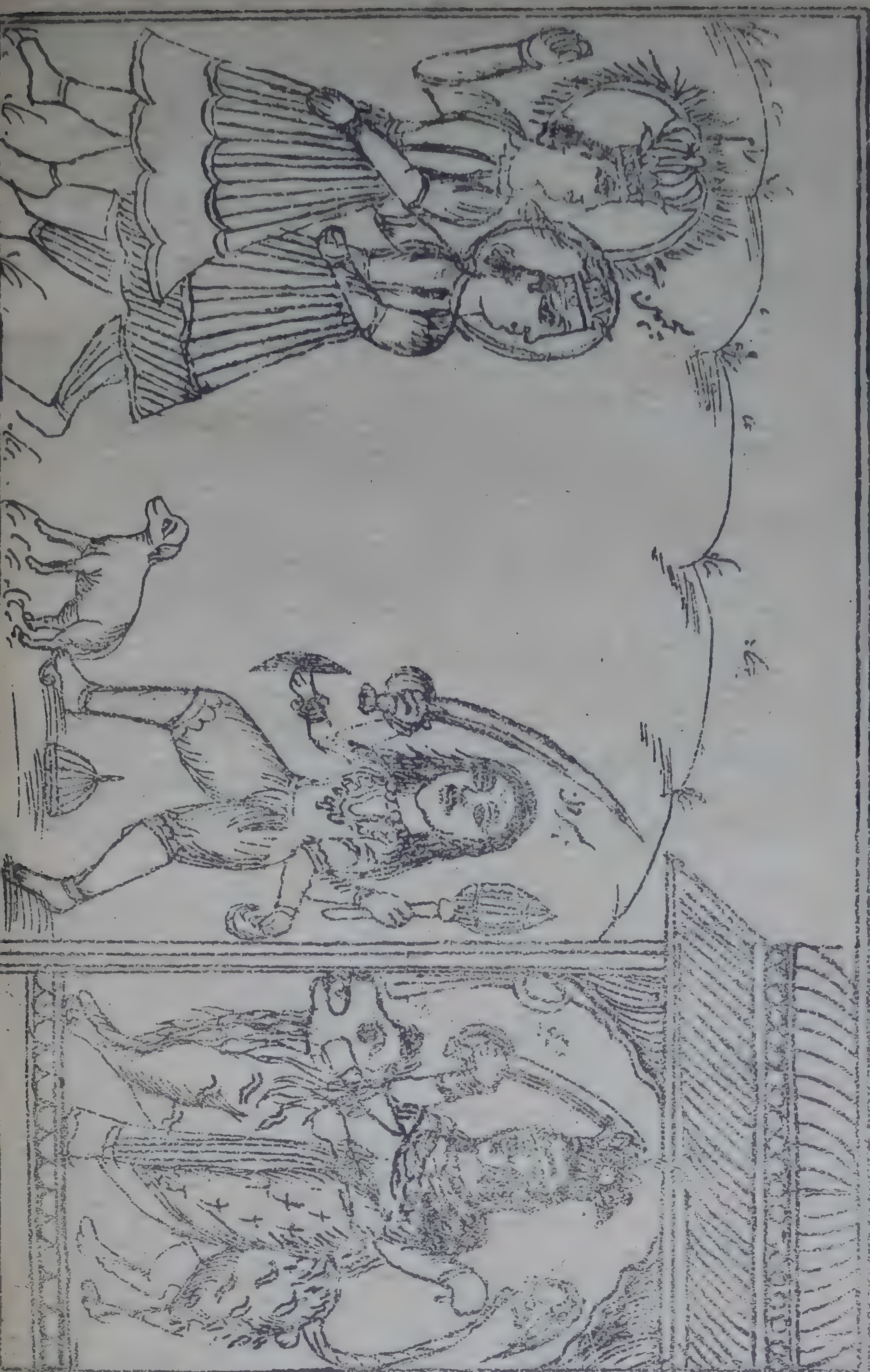
کہا شہ نے لچھمن سے با این مقال ۔ کہ اب ہاتھ آنا ہے بیشک محال

ہمین جانکا تھا تمھاری خطر ۔ ہوا خیر پہنچا نہ تم کو ضرر

بلا ٹل گئی جو ہوا وہ رہا ۔ کرو اب نہ پیچھا تم اُس گرد کا

چلاؤ اسی جا سے اب اپنے تیر ۔ کہ تا آنے پاوے نہ پھر وہ شریر

داستان جنبانیدن موے سر ٹیک ناتھ بحالت غیظ و جنبیدن زمین و آسمان و زدن گولہ باٹیان و گذاشتن شاہ میدان جنگ و گرفتن پناہ کوہ برائے حفظ امن گولہ باٹیان



بس اے خامہ میدانسے اب جلد بھاگ
گیا چھوٹ پھندسے اک شیر نر
ہے مشکل بہت اسکا اب تھامنا
ہلاتا کوئی دم مین ہے سر کے بال
سناتا ہون اب تم کو یہہ داستان
غضب سے وہین ایکدم ہو کے لال
ہلاتے ہی سر آگیا زلزلا
ہلے جس گھڑی آسمان و زمین
جوان باٹیان مارنے پھر لگا
برسنے لگی جبکہ گولون کی باڑ
وہ گرتی تھی اسطور گولے ٹبرتے
نہ لائے شہنشاہ گولون کی تاب
ہوا شاہ پر آکے جب وقت تنگ
ہوئی فوج سب شاہ کی ہمرکاب
ہنومان یہ دیکھکر رنگ ڈھنگ
قریب شہنشاہ آکر کہا
تو لی فوج جاؤن برائے نبرد
کہا شہ نے ہرگز نہ میدانمین جاؤ
وہان جاکے ہو جاؤگے سب تباہ
کرے اب نہ میدانکا کوئی دہیان
دلیری اب اسوقت بیکار ہے

کہ برسی گی اب زمین گولونسی آگ
وہ کرتا ہے اب دم مین زیروزبر
نہ پیل دمان کر سکے سامنا
ٹھہر پھر جو جائے یہہ کسکی مجال
کہ جسوقت چھوٹا وہ پھر دن جوان
ہلائے جو پھیرون نے سب سر کے بال
زمین بھی ہلی آسمان بھی ہلا
ہٹے شاہ میدانسے اندوہ گین
نہ طاقت تھی پھر جو کرے سامنا
تو لی اکوہ کی رام و لچھمن نے آڑ
کہ گویا برستے تھے اولے پڑے
دیا چھوڑ میدان کو کھا پیچ و تاب
اوڑا فوج کا رنگ مثل پتنگ
مگر دلمین ہر اک کے تھا پیچ و تاب
ہوئی پھر وہ آمادہ از بہر جنگ
کہ گر حکم اسوقت ہووے شہا
کرون دشمن شاہ کو گرد و برد
یہین سے مگر تیر اپنے چلاؤ
رہو یان تلے کوہ کی سب پناہ
بچانا ہے گولون سے فرض اپنی جان
قیامت سراسر نمودار ہے

غرض پہلوانون نے ہو ہم عنان — کئے تیر اوس جا سے اپنے روان
اودہر سے چھٹے گولے ادہر سے تیر — صدا بھی گئی آسمانون کو چیر
ہوا بارے مشکل سے وہ دن تمام — نمودار آخر ہوئی آکے شام
چھپا دامن کوہ مین آفتاب — ستارون کی لے باٹیان ماہتاب
برآمد ہوا جبکہ برآسمان — روان شب کو انجم کی کی باٹیان
غرض رانکوشاہ کی سب سپاہ — ہوئے جملہ یک لخت آرام خواہ
گئے بہر آرام کر نیند تیر... + — ہوئی دامن کوہ مین گوشہ گیر
بلا مین کئی دن سے تھی مبتلا — ولے چین و آرام اوس شب ملا
مگر وہ ٹبک ناتھ یونہین کھڑا — رہا رات بھر وہ اُسی جا اڑا
وہ پھینکا کیا رات بھر باٹیان — ولیکن نہ اُس شب کو پہنچا زیان
لگی ایک کی بھی نہ اوس رات چوٹ — سبب یہ کہ تھی کوہ کے سخت اوٹ
غرض فوج سوئی یہ ہو بے خبر — کہ کروٹ کسی نے نہ لی تا سحر

مصاف پنجم رفتن انگد برای جنگ ٹبک ناتھ در میدان بلا حکم شاہ رام چندر جی و ہزیمت خوردن از دست ٹبکناتھ و زحمت کشیدن

ابھی سے نہ خاموش ہو اے قلم — کئی جنگ ہین اور کرنے رقم
سنا مجکو اب جنگ پنجم کا حال — کہ انگد ہوا کسطرح پائمال
گیا تھا یہ لڑنے کو بے اذن شاہ — کہ ہو سب سے افزون ہر اعزوجاہ
سنو اس حقیقت کو اب کان دہر — کہ جبدم ہوئی آکے پنجم سحر



انگد
بندر
رام
سیتا
لچھمن
بھیروں

لئے تیغ خورشید آیا دوان
کہ یعنے جو روشن ہوا آفتاب
چلا آیا ڈیوڑہی پہ میدان سے
ادہر لشکر شاہ مین بھی وہان
ہوا شاہ جب تخت پر جانشین
کیا با ادب ملکے سبنے سلام
کہ اسشب باقبال شاہ زمان
کیا رات کو سب نے آرام خواب
جو کچھ حکم ہو ہمکو اب وہ کرین
کہا شہ نے ہرگز مقابل نہ ہو
کبھی اوسکے جاؤ نہ تم روبرو
قریب اوسکے جانے مین دہن خطر
کہ گتا ہے ساتھ اوسکے اک کٹکھنا
وہ گتا ہی اول تو کھا جائیگا
جو شاید نہ کتے سے پہنچا زوال
یہان پر تو اسطور کا ذکر تھا
پہونچ جلد ڈیوڑہی پہ کر آستان
سوہن بھوگ کا بعد ازان بھوگ کر
پہر بھر دن اوسوقت ہوگا چڑہا
پہونچتے ہی میدان مین اکدم جوان
پہاڑون مین گولہ لگے تاڑ تاڑ

گیا ماہ انجم کے لے باٹیان
تو پہیرون وہ سب باٹیان ہر مین داب
کرسے بھوگ تا کچھ یہان آنکے
ہوئے جملہ بیدار پیر و جوان
تو پہونچے اراکین دولت وہین
لگے عرض کرنے یہ پھر سب تمام
رہی اسجگہ ہر طرح کی امان
نہ گولون سے پہونچا کسیکو عذاب
مقابل سے یا آڑ سے ہم لڑین
جہانتک ہے آڑ سے تم لڑو
بچاتے رہو اوس سے تم آپ کو
کہ پہونچیگا جسکے سبب سے ضرر
کہ گولہ سا دوڑے ہے وہ سنسنا
سرونکو تمھارے چبا جائیگا
تو گولہ سے بچنا ہے از بس محال
سنو اب ٹبک ناتھ کا ماجرا
کیا بھگوتی جی کا کچھ دیر دھیان
لیئے جنگ پھر اوسنے باندہی کمر
کہ میدان مین پھر یہ ہوا آکھڑا
لگے پھینکنے گولہ باٹیان
دہکا سے لگا ٹوٹ گرنے پہاڑ


اودھر سے جوانان شہ تھام آڑ ۔ چلانے لگے اسپہ تیرونکی باڑ
غرض کیا کہوں پھر تو برسی وہ آگ ۔ ہوا بھی گئی اوپر اوپر ہی بھاگ
جوانگد نے دیکھی یہہ حالت وہان ۔ بھرا جوش مین یک بیک یہ جوان
جلا زغم سے ہو کے سینہ سپر ۔ لیئے دونون ہاتون مین تیغ و تبر
یہ جاتا تھا کہتا وہ اوسوقت پر ۔ خبردار مین آن پہنچا ادھر
ترے سر پہ اب تیغ کو سر کرون ۔ ترے ایک تن کے دو پیکر کرون
بہت شہ نے اوسکو پکارا وہان ۔ کہ ہرگز نہ میدان مین جاے جوان
مگر حکم شہ اسنے خود جان کے ۔ نہ ہرگز سنا زغم مین آن کے
وہ کھاتا ہوا مثل افعی کے بل ۔ گیا وسط میدان مین تیوکر بل
ٹھنک ناتھ سن اوسکی لاف گزاف ۔ یہ بولا کہ بکتا ہے کیا تو خلاف
یہ کہکر اوٹھا گولہ باٹیان + ۔ کہا اے خبردار ہو جا جوان
دیا گولہ اک تاک کر ناک پر ۔ لگا وہ تو انگد گرا خاک پر
لیا ناک اور سنہ کو ہاتون سے تھام ۔ لگا گر کے کہنے ارے رام رام
وہ جوش و خروش اسکا سب رہ گیا ۔ یہانتک کہ گرتے ہی بیدم ہوا
ہوا ایک ساعت کی جو بعد ہوش ۔ اوٹھا پھر شجاعت کا اک دلمین جوش
زمین پر کھڑا ہو کے اور کرکی غرم ۔ روانہ ہوا وان سے پھر بہر رزم
دوبارہ ٹھنک ناتھ نے تان کر ۔ دیا گولہ اس زور سے آن کر
پڑا اوسکے سینہ پہ ایسا وہ سخت ۔ کہ لگتے ہی نبض اوڑ گیا ایک لخت
گیا سب نکل جو بھرا تھا غرور ۔ ہوئین ہڈیان جسم کی چور چور
کسی جا گرا خود سر سے اوتر ۔ کسی جا پہ دونون وہ تیغ و تبر
ولے اسکی باقی جو تھی زندگی ۔ کہ تھی اسکو کرنی ابھی بندگی

قضانے بھی کی اس سبب درگذر کہ پہنچا نہ کچھ اوسکے تن کو ضرر
قضانے اوسے چھوڑ جسدم دیا تو پھر زندگی سخت سے وہ جیا
کہ بعد اک گھڑی ہوش مین آنکر لگا تکنے حیرت سے ایدھر اودھر
چپ و راس دیکھا نہ وان جب کوئی لگا کہنے کیا میری حالت ہوئی
کہان لشکر شہ کہان شاہ ہے کہان مین ہون کیسجا وہ خرگاہ ہے
یہ کہکر زمین سے ہوا وہ کھڑا کھڑا ہو کے پھر درد سے گر پڑا
دوبارہ وہ پھر کرکے ہمت بلند زمین سے اوٹھا با دل دردمند
سر اپنے پہ رکھ خود ولی تیغ و تیر چلا وان سے وہ با دل ریزہ ریز
باہستہ تلوار کو ٹیکتا ✤ پھر آکر کے لشکر مین داخل ہوا
بصد عجز سر بر قدم شہ نہاد شہنشہ زبان ملامت کشاد
کہ تونے ہمارا نہ مانا کہا۔ نتیجہ تجھے اوسکا آخر ملا ✤
یہ بولا وہ پھر عجز سے نامدار کہ ہون عفو کا شہ سے امیدوار
پر اسوقت ہون درد سے نیم جان شکستہ ہوئین میری کل ہڈیان
کرین شاہ اب مجھپہ ایسا کرم کہ ہو جسم سے دور درد و الم
بہت معذرت کی جب اسنے وہان ہوا شاہ تب اوسپہ پھر مہربان
دیا بڑھ کے کچھ جسم پر ہاتھ پھیر ہوا چاق و چوبند پھر وہ دلیر
ہوا دو بیکدست درد و الم لگا لڑنے پھر ساتھ مل کر بہم
ہوا اسطرح پھر وہ پیکار جو کرے تھار وان دو رہی تیر کو
جوانان دیگر بھی صدہا ہزار چلاتے تھے تیرونکو سب باربار
ہوئی شام تک بارش تیر خوب یہان تک کہ بالکل ہوا دن غروب
گئے رات کو فوج کی سب جوان ہوئے جا بہاڑونکی کھو مین نہان

نہ لیکن وہان سے جوان یہ ہٹا — رہا رات بھر باٹیان پھینکتا
رہی وان یہ اوس رات کو بھی امان — کہ پہونچا کسیکو نہ نقصان جان
بہت خوب تھی کوہ کی وان جو آڑ — گئی اس سے بیکار گولون کی باڑ

مصاف ششم رفتن نل و نیل پہلوانان برای جنگ بٹک ناتھ بلا اذن شاہ رام چندر جی در رسیدن کارزار و خمت کشیدن از دست بٹک ناتھ و گریختن از صدمہ گولہ باٹیا

خبردار خامہ خبر ہو نہ گم — سنا مجکو حال مصاف ششم
کہ کسطور لڑنے گئے نل و نیل — ہوئے جا کے میدان مین کیونکر ذلیل
چنان گفت آن کلک سلاح کہن — بدین گونہ یک یاد دارم سخن
ہوا حوصلہ جبکہ انگد کا پست — کہ کھائی جو بھیرو نے اُسکے شکست
چو رو در ششم آفتاب جہان — ز مشرق بہ مغرب شدہ چون روان
تو بولا یہ بھر او بجگہ نل سے نیل — چلین رنگو ہم تم ہمہ مثل سیل
دو جانب سے جا کر کے ڈالین کمند — کرین اوسکے سر اور بازو کو بند
اکیلا وہ ہے اور ہم تم ہین دو — چلو سوے میدان جو کچھ ہو سو ہو
کہا نیل سے نل نے اے نیکنام — مرے بھی یہی دل مین تھا کلام
ولے اسمین شہ سے نہ لو پوچھو — شتابی سے چلکر اوسے باندھ لو
اجازت جو چاہوگے گر شہ سے جا — تو جانے نہ دیگا وہ فرمان روا
نہ کچھ ذکر اسکا کسی سے کرین — بس اب یان سے سیدھے سوے رن چلین
ہوا گر وہ بھیرون اسیر کمند — تو رتبہ ہمارا ہو سب سے بلند


نل
نیل
رام جی
ستا جی
لچھمن جی
بھیروں جی

سمجھ سوچ یہہ دونو بہر فلاح
یہ پہونچی خبر روبرو رام کے
کہا شہ نے بہتر ہے کچھ مت کہو
گھمنڈ اونکا بھی سب نکل جائیگا
بس اب رزم کا کچھ سناون مین حال
بھرا غیظ سے تھا جوان مین وہ جوش
پھرے جھومتا تھا وہ چون پیل مست
جوان ایسی حالت مین سرشار تھا
جو کتے نے دیکھے یہ دونون دلیر
وہ دوڑا جو یکبارگی ان پہ بھونک
پڑی جبکہ آنکھون مین کتے کے خاک
دلی تو بھی پہونچا وہ اون پر سپیٹ
چلائے وہ کتے نے دندان تیز
لکھون جنگ کتے کا کیا ماجرا
یہ دیتے تھے جب گرز کی اسکو مار
جو خالی برابر گئے انکے وار
غرض نل نے اس حال کو دیکھکر
بہت سی جو دی سگ کی آنکھون مین ڈال
ہوا پھر وہ کتا بہت بے قرار
زمین پر لگا لوٹنے درد سا
جب اسطور سے کتے سے پیچھا چھٹا

چلے رن کو براذن کرکے صلاح
نل و نیل سب بے اذن رن کو گئے
گئے وہ تو جانے وہان لونکو دو
وہان جا کے معلوم ہو جائیگا
کہ پہنچے جو دونون براے جلال
کہ مطلق نہ تھا جسم کا اپنے ہوش
نہ تھا سوجھتا اوسکو بالا و پست
مگر اوسکا کتا خبردار تھا
تو جھپٹا وہ ان پر وہین مثل شیر
تو وہی نل نے خاک اسکی آنکھون مین جھونک
ہوا پھر وہ بے چین اور دردناک
گیا جا کے پیرون سے یکدم لپیٹ
کہ بھولے یہ دونون جوان رستخیز
گیا پنڈلیان نیل و نل کی چبا
بچا صاف جاتا تھا وہ انکے وار
گئے دل سے تب اپنے دونون ہار
دوبارہ وہین لپٹ مین خاک بھر
ہوا اوسکا اندھونکی مانند حال
لیا بھاگ کر دور اوس نے قرار
رواں اوسکی آنکھون سے پانی ہوا
تو دونون نے پھر پاس پھر کے جا

رہا جا کے کی دو طرف سے کمند
خبردار تب وہ ہوا بے خبر
کہ یکدم سے ٹوٹین وہ دونون کمند
نہ پائے تھے ہونے ذرا دل مین شاد
ٹنک ناتھ نے چھوٹ کر بعد از ان
تو ہیبت سے دونون پریشان ہوے
روان نل تھا آگے پیچھے تھا نیل
ٹنک ناتھ نے بھاگتے مین جو ہان
لگا گولہ آنیل کے برابر +
زمین پر گرا نیل جب سنکے بل
ہوا نیل گرتے ہی ایسا خموش
وہ نل نیل کا دیکھ حال خراب
زمین پر کھڑ لیسے وہ نل بیٹھکر
یہ چاہے تھا لیجائے اسکو اوٹھا
نہ ہونے وہ پایا تھا لیکر کھڑا
دھمک سے زمین پر گرا اسکی نل
ٹنک ناتھ پھر ایکدم سے وہان
وہ گولے جو گرنے لگے بیشمار
لگا کہنے رو رو کہ جاؤن کہان
بہت چیخ چیخ اوس نے گو سر دہنا
ہوا جبکہ نل اپنی جان سے بہ تنگ

ہوا اون مین بازو و سر اوسکا بند
کیا زور اوسوقت پھر اسقدر
چھٹا اونکے پھندون سے وہ ارجمند
کہ فوراً گیا چھوٹ وہ شیرزاد
جو لین ہاتھ مین گولہ باٹیان
ہوا کی طرح سے گریزان ہوے
دوان بے تحاشہ تھے یہ بر سبیل
لگا یا جو اک گولہ سا باٹیان +
گرا کھا کے چکر وہین خاک پر
کھڑا ہو گیا دیکھ یہ حال نل
نہ کچھ جان وتن کا رہا اسکو ہوش
ہوا اس کا دل رنج سے آب آب
اوٹھانے لگا نیل کو کتف پر
رکھے رو برو دشمنے لشکر مین جا
کہ آ قرب نل ایک گولہ بڑا
بڑا نیل گند ہے سر اوسکے کہنسل
دھڑا دھڑ لگا پھینکنے باٹیان
تو بس اوڑ گئے ہوش نل ایکبار
بچاؤ مری رام جی آکے جان
مگر رام جی نے نہ مطلق سنا
کھڑا تب ہوا سے کہان وضد نکسد

کیا تیر اک سو بھیرون روان
دیا گولہ بھیرون نے جو در جواب
گئے استخوان ہاتھ کی نل کے ٹوٹ
ہوا حال بھر نل کا ایسا خراب
یہ کہتا تھا رو کر کہ اے میرے رام
وہ تھا حالت درد سے نیم جان
لگا آنکھ نل کے وہ بر جبین
بیٹھا سر ہوا خون میں تر بستر
خبر رام کو پھر یہ پہنچی وہان
یہ سن شہ نے افسوس کر کے کہا۔
مگر ملکے تم سب اب اپنا کرو
لڑو تم اودھر اور ادھر اونکی لاش
کیا جاوے کریا کرم تا کہ یان
یہ سنکر کے فوج لینے شہ سے کلام
لیا جا کے چارون طرف سے جو گھیر
وہان سب کو بھیرون نے لیسا کیا
ہنومان و انگد نے پھر چار سو
تو میدان میں بیہوش دونون ملے
لیا نل کو کندھے پہ انگد نے دھر
اوٹھا کر کے ادن کو وہ دونون جوان
جہان پر وہ تھا شاد فیروز بخت

بچا تیر کو وہ گیا نو جوان
سپر پر لیا نل نے کھا پیچ و تاب
زمین پر گری ہاتھ سے ڈھال چھوٹ
نہ ہر گز رہی ضبط کی اسکو تاب
کیا کام بھیرون نے میر اتمام
کہ آیا دوبارہ جو گولہ وہان
گرا اوسکے صدمہ سے یہ بر زمین
ہوا پھر تو بیدم یہ اور لے خبر
کہ خالی ہوا نیل و نل سے جہان
ملا یہ نتیجہ اونہیں زعم کا
ٹنک ناتھ پر ایک دم جا گرد
یہان بھید و جلد کر کے تلاش
کہ تھے نامور وہ جو سے پہلوان
گرے جا کے بھیرون پہ یکدم تمام
لگا پاٹیان ہا سے وہ دلیر
قریب ایک کو بھی نہ آنے دیا
وہان نیل و نل کی ہوئی جستجو
اونہیں دیکھ کر دل اونکے ہلے
ہنومان نے نیل کو بر مکمر
وہیں جلد سے پھر نہ ٹھہرے وہان
دکھا ادنکو مردہ سا جا زیر تخت

نظر شہ نے ڈالی جو اونپر وہان
بنا لخلخہ جو سنگھایا اونھین
لگے کرنے پر درد سے آہ آہ
ملا تمکو یہہ زعم کا اپنے پھل
دیا حکم تھا تم کو کسنے یہان
خجالت سے دونون جھکا اپنا سر
کہا نیل نے میری ٹوٹی کمر
یہ امید ہے اب خطا ہو معاف
یہ سُن رام نے آخرش رحم کھا
ہوئی نیل و نل یک قلم تندرست
سنو اب اودھر کی ذرا داستان
وہ گولونکے مارے پریشان ہوئے
ہوئی جبکہ کثرت سے روہ سب تباہ
پہنچ قرب شہ باندھ کر سب قطار
اسی طور سے الغرض تا بشام
ہوئی شام جسدم تو کل پہلوان
پہاڑون کی لی کھوہین جا کر پناہ
ولیکن نہ میدان سے لوٹا وہ شیر
چلائی وہ اُس رات گولونکی باڑ
وہ گولے ہوئے پر نہ کچھ سود مند
اسی طور سے آخرش کی سحر

توانائی گئی اونکی قالب مین جان
تو یکدم سے پھر ہوش آیا انھین
لگا کہنے تب اونسے ہنسکر کے شاہ
کہ ظاہر ہوا تمکو جو بر محل
گئے تم جو لڑنے کو لی اذن وان
قدم پر گرے شہ کے با چشم تر
کہا نل نے ٹوٹا مرا ہاتھ و سر
کرینگے نہ پھر حکم کے بر خلاف
دیا پھیر کچھ پڑھ کے دست شفا
توانا و پہلے سے بھی چاق و چست
گئے تھے جو پھر دلسے لڑنے جوان
بہت قتل انسان و حیوان ہوئے
تو پھر بھاگ آئی جہان تھا وہ شاہ
چلانے لگے تیر وہ بار بار
چلاتے رہے تیر یکدم تمام
بدستور جا کر ہوئے سب نہان
چھپے خوف جان سے بحال تباہ
لگا یاتھیون کا دیا اونسے ڈھیر
بنا ہاتھیون کا جدا اک پہاڑ
سبب اوسکے کچھ نہ پہنچی گزند
ستورو زہ ختم کی اب تم خبر

داستان عاجز شدن افواج شاہ سری رام چندر جی از جنگ ٹنک ناتھ و استدعا کردن برائے گذاشتن پناہ کوہ و خواستن جنگ مقابلہ و منظور کردن شاہ درخواست فوج و رفتن شاہ ہمراہ فوج در میدان برائے جنگ ٹنک ناتھ

کدھر ہے تو اے خامۂ خوشخرام ۔ جما اپنا میدان مین اب چلکے گام
جو کہنا ہے تو آڑ دے اسکو چھوڑ ۔ لڑا اب چلکے میدان مین دل کو توڑ
کرون اب بیان ساتوین روز کا ۔ کہ سننے کے لایق ہے یہ ماجرا
سحر روز ہفتم چو شد آشکار ۔ عیان مہر شد از پئے کارزار
بہ پشت اسپ نیلوفری بست زین ۔ روان شد ز مشرق بہ چرخ برین
چڑھا دن ہوا جبکہ روشن وہ روز ۔ تو پھر فوج نے با دل درد و سوز
حضوری مین آرام کے عرض کی ۔ کہ اب جان سے تنگ ہین ہم سبھی
یہ آند تو گولونکی ہو گی نہ کم ۔ جو ہو حکم تو چھوڑ دین آڑ ہم
ہے مرنا تو اک دن بزیر فلک ۔ جئینگے بھلا آخرش کب تلک
فدا آپکو شاہ پر اب کرین ۔ دلیرانہ سید انمین جان اپنی دین
یہ جب فوج نے شاہ سے عرض کی ۔ ہنومانکی بھی یہی تھی خوشی
اگرچہ نہ یہ شہ کو منظور تھا ۔ کہ ضایع ہو یون فوج لاانتہا
بہ مجبور لیکن پذیرا کیا ۔ دلاور ہنوما سے یون کہا
نہیں گر ہے مرضی تو اچھا چلو ۔ تم اب کوہ کی آڑ کو چھوڑ دو

مگر ہم کبھی چلتے ہین میدان مین
پہونچتے ہین اک آنکی آن مین

لڑو آج سب ملکے دل کھولکر
نہ ہرگز کرو جان کا کچھ خطر

ہنومان نے سنکے باچشم نم
کہا یونکہ اے شاہ والا حشم

ہوا اقبال شہ کا جہان مین بلند
نہ پہنچے زمانہ سے شہ کو گزند

نہ میدان مین جائین شہ نامدار
نہ کچھ غم ہین ہم بندۂ جان نثار

مگر شہ نے مانا نہ اس بات کو
چلے فوج کے اپنی ہمراہ ہو

تو لچھمن بھی راہی ہوئے ساتھ ساتھ
دیے رام کے ہاتھ مین اپنا ہاتھ

وہ انگد ہنومان اور نل و نیل
روانہ ہوئے مثل دریائے نیل

داستان رسیدن شاہ سری رام چندر جی معہ افواج در میدان کارزار و مقابل آمدن ٹنگ ناتھ برائے جنگ و بودن سوال وجواب از ہنومان

روان ہو تو اب خامۂ خوش مقال
بیان کر تو اس جا سے سید لنکا حال

ہنومان پھر دو کنکے پھر بے حجاب
سنا دے مجھے تو سوال و جواب

سنو یاں سے کرتا ہون اب ہم رقم
کہ وہ شاہ شاہان عالی ہمم

صف آرا ہوا جبکہ میدان مین جا
مقابل ہوا تب ٹنگ ناتھ آ

ٹنگ جی نے آکر کیا یون کلام
کہ آئے ہو مرنے کو اب تم تمام

نظر مین میری تم نہین کوئی چیز
نہ لچھمن جان شاید نہین ہی عزیز

مری قید کی فکر مین بار بار
تم آئے ہو چڑھ کر کے کارزار

یہ ہے تمام دیکھا تمھارا خیال
نہ لو آپ سے اپنے سر پر وبال


سیتا جی
سری لچھمن جی
سری رامچندر جی
ہنومان جی
بھیروں جی

کرونگا تمھین آج قتل اسقدر
جتاتا ہون اسوقت مین بر محل
رکھو قید کا میری ہرگز نہ دہیان
ہوئی سنکے یہ فوج اندیشہ مند
ہوئی شکل تصویر کی سب خموش
ہنومان نے کھا کے بس پیچ و تاب
نہ تک تجھ سے ہرگز نہ کمتر ہین ہم
جوان تیغ زن اور جہانگیر ہین
یقین دان تو امروز اے خامکار
جتا تو نہ ہم کو فراز و نشیب
ابھی تک تو ہم سب کو تھا یہ گمان
سمجھ کر تجھے طفل اور بے ہنر
مگر ہم نے جون جون طرح تجکو دی
نہ اسوقت تک کوئی تجھ سے لڑا
دلیرانہ کرتے اگر کارزار
یہانتک تو ہوتا غرض جانتے تنگ
اور اب دیکھنا آج کی کارزار
پڑیگی تری ضیق مین ایسی جان
بجز اسکے ہو قتل یا ہو اسیر
نہ بگڑا ہے کچھ اب بھی جا تو سنبھل
رہیگا ہو نچکر نہ وان تو بند ہا

ملے گی نہ پھر ٹڈیون کی خبر +
کہ روئیگی تم سب کے سر پر اجل
بچا اپنی لیجا کے میدان سے جان
لگے خوف سے کانپنے بند بند
نہ سوجھا جواب اور اوڑ سکے ہوش
جوان کی دیا بات کا یون جواب
ہر اک طور سے تجھ سے برتر ہین ہم
تو ہے سیر اور ہم ہین سوا سیر ہین
کنم لستہ یا خستہ یا قتل و خوار
چلے گا نہ ہم پر ترا کچھ فریب +
کہ نادان ہے محض تو اے جوان
نہ کی تیرے جرم و خطا پر نظر
تو کرتا گیا اور بھی زیادتی +
نہ ہنر پہنچکر کوئی پیچھے پڑا ... +
تو میدان سے لیتا تو راہ فرار
نہ رہتی کبھی پھر تجھے تاب جنگ
کہ میدان مین کیسا تو ہوتا ہے خوار
رہیگا نہ کچھ دل مین باقی گمان
رہائی نہ پاویگا تو اے شریر
حضوری مین شہ کے تو یا لبستہ حل
مین خود بلکہ کردونگا تجکو رہا

سر شاہ کی ہون مین کھاتا قسم	رکھونگا نہ تجکو بند ہا ایک دم

جواب بٹک ناتھ

بٹک ناتھ بولا وہین در جواب	کہ سنئے مہابیر عالی جناب
یہ فرمایا جو آپنے بر ملا	نہ سر بلینچکر تجھ سے کوئی لڑا
صد افسوس آتی نہین تم کو شرم	یہ کہتے ہو کس مُنہ سے ہو کر کے گرم
لڑے آپ آآکے دو تین بار	دقیقہ نہ چھوڑا کوئی زینہار
مگر آکے ہر بار کھائی شکست	نہ ہرگز چلا آپ کا زور دست
یہ ہنگام کشتی زمین سے اوٹھا	دیا پھینک مین نے تمھین پچھاڑ کر
اگرچہ یہ تھا میرے امکان مین	مگر قتل کرنا نہ تھا دھیان مین
بلا شک ہوئی تجھ سے سر زد خطا	کہ جو آپکو چھوڑا اوسدم دیا
اوسی کا عیوض ہر کہ پھر آکے آپ	یہ بے ساختہ کر رہے ہین الاپ
مہابیر تھے تم تو پھر بیر سے	بھگے جنگ دویم مین کیون تیر سے
نہ کشتی مین روز سویم بس چلا	مہابیر تو بن گئے بر ملا
مجھے آپ کے زور و طاقت کا حال	عیان ہے بخوبی تمام و کمال
جو یہ لفظ ہے آپکے بر زبان	کہ ڈالینگے ہم ضیق مین تیری جان
کرینگے تجھے قتل ہم یا اسیر	زبان پر یہ الفاظ ہین جاے گیر
مجھے سوجھتا ہے یہ اب بر محل	یہان آج خود تم کو لائی اجل
مرا قتل کرنا تو دشوار ہے	زبانی یہ بے سود تکرار ہے
سر شاہ کی آپ کو ہے قسم	لڑو آج سب ہو کے یکدل بہم
لڑو خوب جب چاہو دن رات مین	دقیقہ نہ چھوڑو کسی بات مین

ذرا مین بھی دیکھوں کہ ہے کون مرد
جو کرتا ہے آکر مجھے گرد برد

چلاؤن گا مین آج وہ باٹیان
بچین جس سے زندہ نہ پیر و جوان

بجز رام و لچھمن کے اور کوئی مرد
نہ باقی رہے گا بوقت نبرد

دلیری نہ اسوقت اپنی جتاؤ
جو ہو جان پیاری تو بس بھاگ جاؤ

گئی لگ جو گولہ کی کچھ بھی جھپیٹ
تو بھاگو گے تھامے ہوا اپنا پیٹ

یہ ارشاد ہے جو کہ چل تیر کے ساتھ
حضور شہنشاہ مین باندھ ہاتھ

نہ بزدل ہون مین اور نہ نامرد ہون
بھلا پھر مین کیون بستہ ہو کر چلون

مین ہون کہہ چکا آپ سے بار بار
نہ ہرگز ہے مجکو غم روزگار

نہ لچھمن مجھے کر سکے جبکہ بند
تو پھر تاب کسکی ہے اتنی بلند

کہ آکر مقابل وہ میدان مین
مجھے باندھ لے آن کی آن مین

بس اب آپ مجھ پر عنایت کرین
دلیری کو تہہ کرکے اپنی دھرین

مرے باندھنے سے کرین درگذر
چلے جائین اس جا سے اب لوٹ کر

نہین گر یہ منظور تو آئیے
جو رکھتے ہو حربہ وہ دکھلائیے

دیا جبکہ بھیرون نے ایسا جواب
تو لوٹا ہنومان کھا پیچ و تاب

ہوا ناطقہ اس سبب اسکا بند
کہ دیکھی نصیحت نہ کچھ سودمند

ہوا اُسکی باتون سے گو سینہ ریش
وئے قہر درویش بر جان خویش

مبارز نہ وہ اس سبب سے ہوا
ملا اذن شہ سے نہ تھا جنگ کا

مصاف ہفتم جنگ کردن شاہ از ٹنک ناتھ بروز ہفتم و کشتہ شدن لا انتہا جوانان از فوج شاہ و ہراسان شدن جملہ جوانان فوج از جنگ ٹنک ناتھ و موقوف داشتن پیکار بروز فردا



بس اب خامہ کر جنگ ہفتم بیان
ذرا دیکھ تو کیسا اندھیر ہے
بلا کا اگر آج ہے سامنا
قیامت تلک اب نہوگا وہ زیر
لکھون روز ہفتم کی اب ہے بیان جنگ
کہ جب دم ہنومان دل گیر ہو
تو بھیرون نے ہو نعرہ زن ان زمان
تمنائے دل جسکو ہوس بیدرنگ
جو تھا دل مین ہر اک کی خوف وہراس
بڑی دیر تک اس نے کر انتظار
کدھر چھپ گئے انگد و نل و نیل
مقابل وہ اسوقت ہون آنکے
نہین اب جو آتے ہین بہر مصاف
یہ سنکر نل و نیل و انگد وہین
کہا دست بستہ کہ اے شہریار
بلاتا ہے اب وہ جوان جنگ جو
یہ کی عرض جب شاہ سے آن کر
کہ تنہا نہ تم جا کے اس سے لڑو
لڑو گے جو جا جا کے تنہا اگر
وہ بولے کہ جو حکم ہو شاہ کا
کہا شہ نے سب ملکے ہو تم سنان

قریب آگئی ختم کے داستان
لبا گھیر لاکھون نے اک شیر ہے
پر اب اوسکا دشوار ہے تھامنا
لگا دے گا لاشون کی میدان مین ڈھیر
کہ ہے قافیہ ذکر سے جس کے تنگ
گیا لوٹ سن اوس کی تقریر کو
پکارا کہ اے شاہ کے پہلوان
مقابل وہ آکر کرے مجھ سی جنگ
جو آن کے گیا ڈر سے کوئی نہ پاس
کہا پھر یہ للکار کر ایک بار
سمجھتے ہین جو آپ کو مثل پیل
کہ دعوے اونھین فتح لنکا کا ہے
وہ تھا دعوے فتح اون کا خلاف
گئے روبرو شہ کے با دل حزین
جو ہو حکم جائین پئے کارزار
فدا شہ پہ ہون اب یہ ہے آرزو
لگا کہنے تب وہ شہ نامور
نہ جان ہفت سر باد اپنی کرو
تو سربر نہ ہوگے کبھی عمر بھر
سرو چشم سے اوسکو لائین بجا
کرو دو سے تیر اوس پر روان

یہ سنکر کے حکم شہ نامدار — لگے چھوڑنے تیر بے اختیار
چھٹے تیر اکدم کمان سے جو وان — پیاپے لگے آکے بر نوجوان
اثر کچھ نہ اسپر ہوا چھوٹ موٹ — گئے بلکہ تیرون کے سوفار ٹوٹ
جوان دیکھ اسطرح کی کارزار — بڑہا مونیہ لیکر سپر ایک بار
نہ تیرون سے ہرگز کیا کچھ حذر — وہ پہنچا قریب شہ نامور
پکارا ہنومان کو وان یہ جا — کہ آ روبرو میرے ابن صبا
کجا ہست آن زور و تاب و توان — کجا رفت آن ضرب گرز گران
کجا ہست خاراشکن تیغ تیز — چرا سر بنیائی زبہر ستیز
جہانگیر تیری کہان ہے کمند — تو کر اوس سے میدان مین مجکو بند
کئے قابل داد لنکا مین کام — یہان کیون ہوئی تیری ناترکی تمام
جو ہے مرد میدان تو اب آنکل — نہ چھپ خوف سے شاہ کی دربغل
مقابل جو میرے نہ آکر ہوا — تو جانونگا مین تو نے ڈالا جوا
کہان وہ گئی یاوہ گوئی نکل — زبانی وہ باتین تھیں بس برمحل
چُراتا ہے کیون رزم سے اپنا دل — مقابل مین آ اور نہو منفعل
ہنومان سُن اسطرح کے کلام — ہوا شرم سے پانی پانی تمام
دیا کچھ نہ بھیرون کو اُسنے جواب — قدم پر گرا شاہ کے وہ شتاب
لگا عرض کرنے وہ بادل حزین — کہ اے شاہ اب تاب مجکو نہین
اجازت ملے اب پئے کارزار — کہ ہون جا کے تا شہ کے اوپر نثار
نہین اب ہے اُمید اے فخر جم — کہ دیکھونگا پھر لوٹ کر یہ قدم
بڑا شاہ کا مجھ پہ اشفاق ہے — جدائی مجھے شاہ کی شاق ہے
بس اب آرزو یہ برآئی مری — پئے شاہ یہ جان جائے مری

لگا رونے یہ کہکے پھر زار زار
تصدق ہوا شاہ کے بار بار

یہ دیکھ اُسکی رقت ہوا شہ کو رنج
ہوا دُر فشاں یوں شہ نکتہ سنج

نہ لڑنے کو تو اے ہنومان جا
نہ اُس اژدہے سے ہو جنگ آزما

لڑائی مین تیری نہ ہے بہتری
نہ ممکن ہے اوس سے تری جان بری

اجازت مین ہرگز نہ دونگا تجھے
لڑے جاکے تنہا جو اُس شیر سے

نہ جا سو سے میدان تو زینہار
جدائی تری ہمکو ہے ناگوار

کہا تب ہنومان نے پھر بھلا
ٹلے شاہ یہ سر سے کیونکر بلا

یہ فرمایا شہ نے کرو اب یہ کام
اوسے گھیر ہر سمت سے لو تمام

چلین وار تیغ و تبر یا کہ تیر
کہ تا کشتہ میدان مین ہو وہ شریر

ہنومان سنکر کے اس حکم کو
کہا فوج سے حملہ ہون رزم جو

ہے اسوقت اسطور سے حکم رام
کہ لو گھیر چارون طرف دمبدم

کرو وار گرز و سنان و تبر
کہ جان بر نہ میدان سے ہو کینہ ور

جوانان افواج نے مثل شیر
گھٹا کی طرح سے لیا آ کے گھیر

لگے مارنے گرز تیر و سنان
برسنے لگی پھر تو آتش وہان

پڑے وار گرز و سنان اسقدر
کہ زخمی ہوا اسریل نام ور

اودہر فوج انبوہ تنہا یہ دم
ہٹے پر نہ میدان سے اسکے قدم

ہراسان نہ ہرگز ہوا زینہار
کئے قتل لاکھون نہ تھی کچھ شمار

خروشان و نعرہ زنان پہلوان
جپ و راس تھا تیغ زن آنزمان

سوئے راس تڑپا گرا بر لیسار
صفت اوسمین تھی برق اور رعد کی

بہ یکدست شمشیر برق اجل
کئے کشتہ صدہا جوان بے بدل

بقول نظامی جوان خوش خصال
چنان کرد ہر سو جدال و قتال

بدو دستی چنان سے گذارید تیغ
جوان کا نہ کوئی مددگار تھا
وہ ہمراہ ایسا جوان کے لڑا
نہ کھائی کسیطور سے اوس نے مار
پیا خوب سے خون جاب صدہا کا سر
جو کبر و منی بود اندر دلش
ہوا اس لڑائی میں وہ کشت و خون
اکیلا وہ تن اسطرح کا لڑا
یہ نوبت ہوئی کیا لکھوں اب میں اور
یہانتک ہوے قتل پیر و جوان
لڑائی نے ایسے دئے پانون گاڑ
ہوئی فوج کثرت سے جسدم تباہ
تو ہر اک کے چہرہ مبدل ہوے
یہ تھا قرب جو چھوڑ کر کارزار
اوٹھانے نہ پائے تھے وہ اپنے گام
ہوا دیکھکر شام دل کچھ قوی
ہوئی شام جسدم تو پھر باہراس
یہ پھیر دن سے بولے وہ با دل ملول
بس اب جنگ موقوف کر دیجئے
بہت ہوگئے آج ہم لوگ تنگ
کریں آپ بھی جا کے آرام و خواب

کہ زو خصم را جان نیاید دریغ
فقط ایک کشتہ وفادار تھا
کہ پنجون کو جھاڑ اونکے پیچھے پڑا
ہزارون کیئے خرس و میمون شکار
کیا انکو فی النار اور فی السقر
شدہ اسفل السافلین منزلش
زمین وانکی ساری ہوئی لالہ گون
دئے اوس نے لاشون کے تودے لگا
کہیں پر ملا پھر نہ چھپنے کا ٹھور
کہ خون کا ہوا ایک دریا روان
کہ آئی نظر پھر کسیجا نہ آڑ
نہ دیکھی کسی طور جب وان پناہ
ہراسان سوار اور پیدل ہوے
سب اکدم سے لیں وا النسر راہ فرار
کہ آیا نظر اون کو ہنگام شام
وہ فاسق ارادہ ہوا ملتوی
گئے ملکے سب شاہ دیوان کے پاس
یہ ہو عرض لے شاہ دیوان قبول
مرا حسب براہ خدا کیجئے
رکھو روز فردا یہ موقوف جنگ
سحرگاہ نکلے جو پھر آفتاب

ہوں اوسوقت پر آپ جلوہ کنان
مگر شب کو بھی دیجئے گا امان
یہ بولا جوان تم ہو سست غرور
نہیں ہر مجھے میل آرام و خواب
نہ پھیرونگا میدان سے ہرگز عنان
نہ دارم بجز جنگ میل دگر
نہ ٹھہرو مرے پاس اب تم ذرا
یہ سنکر کے دل گیر ہو پہلوان
قدم پر گرے آکے سب ایکبار
کہا ہم نے ہر طرح پھیرو نسے جا
مگر اوسنے مطلق نہ مانا کہا
کیا روبرو سے ہمیں بلکہ دور
ہماری ہے یہ عرض اب شاہ سے
یہ جنگ وجدل رات کو جائے ہم
ہوئے سست یکدم سے اب دست و
اگر ہو گئی جنگ اسوقت پر
کرے شہ کوئی ایسی تجویز بات
نہ ہو اسکی تدبیر کوئی اگر
شہنشاہ نے جب یہ اونکا بیان
یہاں پہلے آکر نہ کیوں عرض کی
ہوئے جملہ نادم یہ پیش حضور

لیے رزم تشریف لاویں یہاں
رہیں آپکی بند وہ باقیان
مرے روبرو سے شتابی ہو دور
رکھوں کچھ نہیں خواہش آفتاب
مٹاؤنگا تم سب کا نام و نشان
سنو دشنام یا جلوہ افگن سحر
کرو عرض سب رام سے اپنی جا
چلے آئے وان رام جی تھے جہاں
لگے عرض کرنے کہ اے شہریار
کہ اب لوٹ جاو وقت ہے شام کا
نہ آیا مگر رحم ہرگز ذرا
یہ بولا کرو عرض شہ کے حضور
لڑائی سے اسوقت بچ جا چھوٹے
سحر جان نثاری کو حاضر ہیں ہم
لڑائی کی اب ہے نہ طاقت ذرا
تو ہو جائینگے قتل ہم سربسر
ملے تاکہ اسوقت ہم کو نجات
تو ہم سب کو خود ہاتھ سے قتل کر
کہا کیوں گئے پاس اوسکے وہاں
اب آئے ہو تو نکا جب اوسنے دکھ
لگے کہنے ہو عفو اب یہ قصور

بہت گڑگڑا اسے جوانان جب
جب اُسمے وہ لچھمن تو شترا کہا
ہماری طرف سی کہو جاکے یون
سوال اسکے رکھنا ذرا اسکا بیان
یہ کہنا کرو اس گھڑی درگذر
بہت ہوگئے پہلوان آج تنگ
جو مانے تو کہنا یہ پھر بعد ازان
جو دیکھو کہ بالکل ہی وہ بر ستم
اوتر صاف جاویگا بس اسکا جوش
یہ سمجھا کے لچھمن کو بہجا وہان
کہا جاکے لچھمن نے پیغام رام
کیا سمت لچھمن نہ جب التفات
کہ ہی مستئ جوش مین نوجوان
یہ دیکھ اوسکا احوال نزدیک جا
جوان اُس گھڑی آنکھ کو کھول کر
مکرر کہا پھر وہ پیغام شاہ
اب اسوقت تم یان سی گھر لوٹ جاؤ
وہ بولا نہ لوٹونگا ہرگز کبھی
ہٹاؤنگا میدان سی اوسوقت گام
صد افسوس رچھون کا یہ حوصلا
ہٹونگا لبس اب کرکی سب کو تباہ

کیا شترنے لچھمن کو اُسدم طلب
کہ تم جاکے بھیرون سے کہدو ذرا
کہ اسوقت اب مت کرو کشت خون
کہ سختی سی ہرگز نہ ہو یہ بیان
اب آرام جاکر کرو اپنے گھر
سحر آکے کرنا بدستور جنگ
کہ مت پھینکنا رات کو باٹیان
تو پھر کھگوتی جی کی دینا قسم
چلا جائیگا گھر کو ہوکر خموش
کہ وہ شاہ دیوان گھر اتھا جہان
تو مطلق نہ اوس نے کیا کچھ کلام
تو بشرہ سے ثابت ہوئی پھر یہ بات
سنا اسنے مطلق نہین کچھ بیان
دیا جاکے لچھمن نے شانہ ہلا
یہ بولا کہ لچھمن تم آے کدھر
کہ ہے چاہتی فوج اسدم پناہ
سحر کو بدستور میدان مین آؤ
نہ مانونگا اس امر مین ایک کی
ہون تا لو جب رچھ وبندر تمام
کہ آکر مقابل وہ ہون بر ملا
کرے گو سفارش اگر لاکھ شاہ

کہا اوس سے لچھمن نے ہر طور پر | ولیکن نہ راضی ہوا کینہ ور
غضبناک اوسوقت لچھمن ہوئے | نہ بولی مگر خوف سے شاہ کے
جو لچھمن نے دیکھا کہ یہ ہے بلا | نمانے گا اسوقت ہرگز کہا
تو پھر دن سے پھر یہ کہا ایکدم | تجھے بھگوتی جی کے سر کی قسم
لبیں اب کچھ نہ ہرگز کہو اور سنو | ہوئے خانہ جلدی روان یانسے
دلائی جوان کو جو ایسی قسم | تو مجبور وہ ہو گیا ایکدم
کہا خیر اسوقت جاتے ہین ہم | کہ ہے بھگوتی جی کا پاس قسم
ولاتے نہ تم ایسی سوگند گر | تو جاتا نہ ہرگز کبھی لوٹ کر
کہا یہ بھی لچھمن نے پھر آنزمان | نہ اب رات کو مارنا باٹیان
وہ بولا کہ اسوقت جاتا ہون خیر | دکھاؤن گا پر صبح کو آکے سیر
قسم نے کیا ایسا مجبور ہے | کہا تم نے جو کچھ وہ منظور ہے
گیا لوٹ یہہ کہکے وہ نوجوان | ادھر آئے لشکر مین لچھمن جہان
کہا شاہ سے آنکر عرض حال | ہو گذرا تھا اس جا تمام وکمال
کہا گر نہ دیتا مین اس کو قسم | تو ہٹتے نہ میدان سے اسکے قدم
بمشکل وہ میدانسے اسدم ٹلا | مگر صبح نازل کرے گا بلا
سوا اس کے یہ بھی ہے سمجھا دیا | کہ اسشب نہ اب باٹیان مارنا
کہا شہ نے جب صبح کو آئے گا | تو جو ہوگا دیکھا وہ سب جائیگا
پر اسوقت تو ٹل گئی سب بلا | ہوئی خیر سمجھو کہ جو وہ ٹلا
نہ تھی کوہ کی بھی یہان آج آڑ | چلاتا جو جھنجھلا کے گولون کی باڑ
تو ہو جاتے یکدم سے بالکل تباہ | نملتی ذرہ بھی کسی کو پناہ
ذرا لینے دیتا نہ وہ آج چین | بپا شب کو ہوتا بہت شور شین

بسر اب چین سے جا کرو شب بسر
کرو اب سے آرام لے تا سحر

اوٹھے سن کے یہ بات لچھمن وہان
گئے ساتھ مین انکے سب شادان

ہوا دور اُسدم وہ سب اضطراب
گیا جا کے خیمون مین آرام و خواب

ملی اسطرح کر کے اُس شب امان
کہ سوئے وہ بیغم بھی اب تو جان

اودھر اُس جوان نے بھی جا اپنے گھر
وہ کی چین و آرام سے شب بسر

غرض ساتوین دن وہ سوبل جوان
نہ آرام اُنکے کیا در بیان

داستان دربیان جنگ اخیر روز ہشتم و کشتہ شدن لاانتہا افواج شاہ از گولہ باڑیان و ہراسان شدن جوانان از جنگ و کردن آہ نالہ و شور و بکا

کدھر ہے تو اے خامۂ شوخ و شنگ
بیان اسکو کر آٹھوین دن کی جنگ

سنا رزم آخر کا اور اک کلام
اسے لکھ کے کر جنگ کا اختتام

بہت سخت یہ آجکی جنگ ہے
بدلتا زمانہ نیا رنگ ہے

مین کرتا ہون اب یہ بیان ہو بہو
کہ سُنے سے ہون جسم کے راست مو

مخاطب قلم شد سوئے داستان
ازینجا شنو جنگ ہشتم بیان


چو شد روز ہشتم سحر جلوہ گر
زخاور بر آورد خورشید سر

شد اسوار بر مرکب نیل گون
روان از افق شد پئے کشت و خون

بجا لشکر شاہ مین طبل جنگ
ہوا عرصہ زیست مردون پہ تنگ

صدا طبل کی سُنکے وہ نوجوان
ہوا خواب سے چونک بیدار وان

گیا پہلے تالاب مین آشنان
گیا بھگوتی پاس پھر وہ جوان



قدم بوس ہو کر کے اور گرد پھر ‏ لگا کہنے یون پانؤن پر اسکے گر
تو سن میری ماتا مین کہتا ہون گن ‏ ہوے آج اسبات کو آٹھ دن
کہ رام اور لچھمن بہ شکل بشر ‏ جو ہین دونون شاہ اودہ کے پسر
بہت ریچھ و بندر کی لیکر کے فوج ‏ یہان آے لنکا ہے مانند موج
مین چوکی پہ تھا آپکی بے ہراس ‏ کہ کچھ خرس اور بوزنہ ہین پاس
لگے آنے سختی سے کرنے کلام ‏ ذرا دیر کے بعد پھر آے رام
کیا رفع آکر کے وہ تو فساد ‏ ولے یہ پڑی دوسری اوفتاد
کہ وہ رام ڈیوڑہی مین آنے لگے ‏ بلا حکم اندر کو جانے لگے
جو آرام اور خواب مین آپ تھین ‏ سبب اسکے مین نے جگایا نہین
گوارا نہ یہہ امر مجھکو ہوا ‏ کہ بے وقت دیتا جو آکر جگا۔
کیا منع مین نے اونھین چند بار ‏ نہ مانے تو پھر یہ کہا ایک بار
نہین حکم ہے بھگوتی کا ہمین ‏ بلا حکم جانے نہ دین گے تمھین
ہوے سنکے افروختہ وہ دوچند ‏ لگے کہنے آواز کر کے بلند
نہین جانتا تو ہمین ہم ہین رام ‏ ابھی کام کر دینگے تیرا تمام
مین بولا کہ تمکو نہین جانتا۔ ‏ فقط بھگوتی کو ہون پہچانتا
اسی بات پر مجھ سے ہو کر خفا ‏ وہین حکم کل فوج کو یہ دیا
کہ فوراً گرفتار اسکو کرو ‏ پکڑ کر اسے خوب سی مار دو
بڑے ڈونٹ یہ سنکے بندر تمام ‏ لڑائی لگی ہونے پھر لاکلام
مین تنہا ہزارون وہ پیدل ہوا ‏ لگے دینے ہر سمت سی جگبو مار
مین تھا سینکتا اوس گھڑی باٹیان ‏ لگا مارنے اون سر ناچار وان
بمشکل دیا مار سبکو ہٹا۔ ‏ یہ بیختی غرض روز اول گیا٭

دویم روز اک آکے بندر بڑا
لحیم و شحیم و سطبر و طویل
چو آمد بزد ضرب گرز گران
چنان بود ضرب گران آن اولاغ
بیابیں زبا کرد تیغ و تبر
نہ ترسان شد از شور و غوغا از او
باقبال آن مادر مہربان
چو افتاد گرز گران مثل کوہ
چو دادم بجنبش ہمہ موے سر
بجنبش در آمد زمین و زمان
سویم روز خود لچھمن و رام چند
وہ بندر بڑا اونکے ہمراہ تھا
نہ مجھ پر ہوا جب گدا کا اثر
مدد سے تری اوسکا لنگرا دکھا
بہت رام و لچھمن نے پھر مجھ پہ یا
مری کر کے دلجوئی آخر کو رام
بروز چہارم وہ لچھمن جوان
مین مدہوش او مست اسوقت تھا
ہوئی آس میرے گردن مری آکے بند
ہوے تیرسی اور لیونہ سنا وہان
نہ تھا کوئی میرا جو کرتا الم

بہت فوج کے ساتھ مجھ سے لڑا
ہنومان نامی جوان جو بیل
کہ رنجہ شد از ضربتش سر و جان
پریشان شدہ مغز من در دماغ
ولیکن نہ برمن شدہ کارگر
پریشان شدہ بلکہ خود زشت خو
زدم چون بران ضرب گرز گران
شدہ آن جوان مرد جنگی ستوہ
سراسیمہ شد آن جوان سر بسر
گریزان مع فوج شد پہلوان
وہ آئے کہ لیجائین کر مجھکو بند
لگا مارنے میرے سر پر گدا
جھٹ پھر گیا یک بیک آن کر
دیا پھینک مین نے اوسی پر پہاڑ
چلائے مگر کچھ نہ پہنچا زیان
گئے لوٹ خیمہ کو بر وقت شام
مرے قید کرنے کو آئے یہان
برمیم پھانس لچھمن نے کی تب رہا
لگے کھینچنے پھر وہ لچھمن کمند
بجانے لگے ملکے سب تالیان
فقط میرے کٹنے کو تھا میرا غم

بہت رام سے اوسنے کی عاجزی
دیا بار کر بلکہ اوس کو ہٹا
پریشان ہوا پھر میں مانند باد
کہ پہنچی یکایک تمہاری مدد
اندھیرا ہوا سارے سنسار میں
پڑے اولے آندھی چلی تیز و تند
بہت لوگ ضایع ہوئے پھٹ کے سر
کیا ایسی حالت میں پھر میں نے زہ
گلے کی گئی جبکہ رسی وہ ٹوٹ
پھر اتنے میں روشن ہوا سب جہان
ہلاتے ہی سر آگیا بس غضب
یہ دین میں نے پھر باٹیاں پاؤں کاٹ
غرض روز نجم مرے روبرو
یہان اوسکو کہتے ہیں خاص و عام
وہ تھا گرچہ صحباے نخوت سے چور
بروز ششم تھا میں بیخود کمال
مسمی باسم است آن نل و نیل
وہ پہنچے یکایک جو مجھ پر جھپٹ
وہ زخمی ہوئے سگ کی دانتون سے
کہ نل نے دہن با دل چاک چاک
تب اسدم وہ گھبرا پریشان ہوا

نہ آئے سر رحم وہ رام جی
وہ آکر مرے پاس روتا رہا
کیا آخرش آپ کو مین نے یاد
لگا شکر کرنے مین پھر بے عدد
گرے لوگ گھبرا کے جا غار مین
ہوئے نوجوانون کی دندان کند
بہت سی گئے غار مین گر کے مر
گئی ٹوٹ لچھمن کے ہاتھونکی ڈور
تو پھر مین گیا اونکے ہاتھون سے چھوٹ
کہ مین نے دیا سر ہلا بعد ازان
زمین و زمان ہل گیا لاالعجب
کہ لی رام نے کوہ کی تھام آڑ
ہوا آکے اک لوزنہ رزم جو
جوان مرد انگدیل نیک نام
گرا ایک گولہ سے اوڑ کر کے دور
کہ دو لوزنہ آئے پھر جدال
رسیدند مرہن دو ان مثل پیل
گیا سیر اگنا اونھون سے لپیٹ
یہانتک کہ عاجز ہوئے جان سے
اوٹھا جھونک دی سگ کی آنکھون مین خاک
اونھین چھوڑ کر کے گریزان ہوا

ازان بعد دونون نے پھینکی کمند – کیا اوس سے مجکو گرفتار و بند
مین آہوش مین اور پکڑ انکی ڈور – وہ دونون وہین توڑ دین کرکے زور
گئین مثل تاگے کے وہ دونون ٹوٹ – تمھاری دیا سے گیا پھر مین چھوٹ
ہوا پھر تو جھٹکر مین غصہ سی آگ – چلے خوف سے وہ جوان دونون بھاگ
کہ دین تان کر مین نے جو باٹیان – تو بس گر گئے پھر وہ دونون جوان
ہوئی ہوگی شاید گھڑی بھر کی دیر – کہ آکر لیا فوج نے مجکو گھیر
نظر آئے دو اور بندر بڑے – اوٹھا لیگئے انکو تھے جو پڑے
لیا مین نے پھر اپنے گولون سے کام – ہٹایا سبھون کو بمشکل تمام
کرون عرض کیا ساتوین دنکی جنگ – کہ اسدن ہوا مین بہت سخت تنگ
ہزارون پڑے ایکدم مجھ پہ ٹوٹ – گیا اونکی ضربون سی سر میرا پھوٹ
سمجھ مجکو بیکس و مثل گدا – ہزارون مرے سر پہ مارے گدا
پڑے مجھ پہ لاکھون ہی تیر و سنان – کرون ذکر کیا مادر مہربان
کیا عرض جو ماجرا کل کا تھا – نظر آج آتا ہے اُس سے سوا
وہ بندا نمین ہین اس گھڑی تک اڑے – بلا کی طرح سے ہین پیچھے پڑے
لئے جنگ امروز پھر بد رنگ – سنین آپ بجتا ہے وہ طبل جنگ
ہزارون ہی گرتے ہین کر کر کے بل – کہانتک لڑون اونسے ہین دل کے دل
مجھے سخت افسوس ہے اور یون – تیرے عہد مین بندرون سے پٹون
پہنچ مادر مہربان داد کو – تو سن میری اسوقت فریاد کو
کہ ہون آج کل خرس و میمون تباہ – نہ یاد دین کسیکا ہے مگر پناہ
یہ کہکر جو آنکھون مین بھر لایا آب – رہی دیکھکر مجکو تی کو نہ تاب
دکھایا ازان بعد زخمی جو سر – تو آنکھون مین خون اوسکے آیا اوتر

یہ بولین وہ اُس دم بچشم عتاب
کہ لخت جگر کو مرے ملگئے سب
نہ تھا رام کو بھی مناسب یہ کام
ہزارون سے تنہا کو پٹوا دیا
کیا کچھ ہمارا نہ پاس و خیال
اوسی غیظ مین ہو کے با چشم تر
تجھے اس گھڑی خون مین تر دیکھ کر
تجھے کسنے مارا ہے اب خاص کر
پہنچ کر کے دم مین پکڑ اُسکا سر
کہا اُن سے کے بھیرون نے تب نوحہ کر
مجھے جسنے مارا بگرز و تبر
تخواہم بابین امر چیز نے دگر
بقہر و غضب آنکھ کو کھول کر
کہ تا آج کل انس اور جانور
کہا بھگوتی نے کہ لخت جگر
ترے ساتھ مخفی جلون مین ادھر
تو میدان مین اب دیکھتا غور کر
بس اب میر سے پیارے تو اسوقت پھیر
دلیری سے میدان مین ہو جلوہ گر
لے اب جنگ کو سوے میدان سدھا
ظفر تیری امروز ہے در رکاب

کہ صد حیف یہ ریچھ و بندر کی تاب
کریں خستہ میدان مین ہائے غضب
لیے جنگ جو دیدیا حکم عام
حقیقت مین یہہ کام بیجا کیا
ہوا اس سے بیشک ہمین ابتلا
یہ بھیرون سے بولین کہ نور نظر
ہلا غم سے سینہ مین دل اور جگر
بتا دے تو لون جاے اُسکی خبر
زمین مین وہین گاڑ دون اُسکے سر
کہ اے مادر مہربان دادگر
وہ ہے لشکر رام جی سر بسر
کرے سیر ہی ہاتا نہ اب در گذر
ذرا ڈال دے سوے لشکر نظر
ہتین اور باقی پھرین دربدر
تری مجکو خاطر ہے مد نظر
کرون ایکدم سب کو زیر و زبر
کرون ہون مین کسطور حال بتر
غم و رنج کو دل سے کرکے بدر
نئے کاترا آج کو من ظفر
سمجھ خرس و میمون کو اپنا شکار
ہو جیتے یہی ہوگا دہان کامیاب

جو بھیرون نے ماسے سنایہ کلام
تو دل مین تہوا اپنے وہ شادکام

چلا سوے میدان ماکرو فر
ہوئی پھر کاٹ اسکے فتح ظفر

پہونچ کر کے میدان مین آواز کی
کہ آوے پئے جنگ اب یان کوئی

جسے اپنے مرنے کی ہو آرزو
وہ آکر کے ہو اب مرے روبرو

سنی رام نے اوسکی آواز جب
سران سپہ کو دیا حکم تب

کہ سب ملکے یکدم سے حملہ کرو
اوسے جاکے ہر سمت سے گھیر لو

نہ ہرگز کرو دل مین خوف و خطر
کرو کشتہ میدان مین گھیر کر

چلو تم کہ آتے ہین ہم از عقب
ہو سجتے ہی نازل کرین گی غضب

یہ سن حکم سشنہ ملکے یکسر سپاہ
جوان پیر بڑی ٹوٹ یکدم سر آہ

لگے دینے ہر سمت سے اسکو مار
پڑنے وار پر وار صدہا ہزار

جو تھی بھگوتی جی کی اسیر دیا
تو خالی ہر اک وار اونکا گیا

نہ آیا بدن پر جب اوسکے خراش
ہوئے خوف سے سبکے دل پاش پاش

پس پشت سر آکے پھر حیلہ ساز
لگے کرنے دست تعدی دراز

جب آئے کسی طور سے وہ نہ باز
گرا ٹوٹ پھر ان پہ مثل باز

لئے پہلے جنگل سے جاکر دبوچ
دسئے بعد مین پھینک سر دھڑ سی نوچ

ہزارون دیئے پانون سے کے دھر مل
چنے جیسے چکی مین جاتی ہین دل

غرض اسطرح قتل کرنے کی بعد
گرجنے لگا پھر وہ مانند رعد

لگا پھرنے میدان مین جھوم جھوم
لئے ہاتھ مریخ نے آکے چوم

وہ جاتا تھا جس صف کی جانب نسمٹ
تو جاتی تھی اس سمت کائی سی پھٹ

گیا بیٹھ سب کے دلون مین ہراس
نہ آیا کوئی ڈر کی پھر اسکے پاس

لگے مارنے دور سے اوسکو تیر
بہم متفق ہو گئے برنا و پیر

جب آئے بہت تیز سوے جوان
تو لے تیغ ان پر گرا برق سان

چلائی وہ تلوار زیر سپہر
کہ تھرا گیا چرخ پر دیکھ مہر

وہ تلوار کیا تھی غضب کی بھری
نہ رکھتی تھی تسمہ کو باقی ذری

پڑی جسکے سر پر یکایک وہ جو
کیا ایک کو کاٹ کر اوس نے دو

پیاسی وہ خرسون کے تھی خون کی
نہ پرواہ کرتی تھی کچھ اون کی

جگر مین گھسی اون کے سینونکو کاٹ
برآمد ہوئی خون کلیجہ کا چاٹ

ابھی سر پہ چمکی گئی بر کمر
نکل پھر گئی وہ سرین کاٹ کر

ابھی سر پہ تھی یا زمین پر پڑی
غضب کی وہ ندی تھی آتری چڑہی

عجب اسکا دم خم غضب اسکا کاٹ
رہے تھا بھرا خون سی اسکا گھاٹ

کبھی آگے چھپکا گئی وہ پلک
کبھی سر پہ پہنچی عدو کے لپک

کہین ہو گئی وہ کلیجہ کے پار
کہین سر اوتارا مثال خیار

بچانے سی بچتا نہ تھا اس کا وار
سمائی تھی یون جیسے صابن مین تار

کئے قتل خربن اس نے لا انتہا
کہ جیسا اک اوستاد نے ہی لکھا

کئے قتل لاکھون تو اس نے پلید
یہ تیغ اوسکی کہتی تھی ہل من مزید

وہ خرسان ظالم جو خونخوار تھے
لگے انکی لاشون کی انبار تھے

دیا اس نے خرسون کو دولہن بنا
لہو کا دیا سرخ جوڑا پنہا

ہوئے قتل خرسان جب بکران
لگی لینے پھر بندرونکی وہ جان

ہوئے پھر تو بندر ہزارون زبون
کہون کیا ہوا جسقدر کشت و خون

کہ دریا ہوا خون کا موج زن
کہ تھے غوطہ زن اس مین سر اور تن

ذرا سی بھی کی آنکھ جس نے چون
پیا تیغ بران نے بس اسکا خون

پڑے تیغ کے بندرون پر جو وار
ہزارون کٹے رن مین مثل خیار

گئی تیغ میدان مین ایسی مچل — حمایت کو ہان اسکی پہنچی اجل
کہون کیا کہ گذرا نہ پھر ایک پل — کٹا بندرون کا وہ انبوہ دل
پڑی انکی لاشون پہ آڑ کر کہ ریت — ہزارون کا بس کر دیا اس نے کھیت
عجب اسکی چھل بل عجب کو دکھاند — کہ تھی برق بھی روبرو جس کے ماند
جفا و ستم قہر مین وہ بھری — پھرے تھی وہ یون غیظ مین چون پری
کیا ساتھ یہ بندرون کی تباہ — کہ ایسا رچا یا وہان ان کا سیاہ
سرون سے لہو کی بندہی تھی جو دہار — تو گویا وہ تھے خون کے سہرہ کتار
وہ میمون جو تھے ایسے دولہا بنے — میسر نہ آئے جنھین پھر جنے
جوان کا وہ گتنا بھی ایسا لڑا — دیا پیٹ مین اونکے منہ کو گڑا
اب اسکا نہین کچھ حساب و کتاب — کہ دل اور جگر وہ گیا کتنے چاب
وہ گتا جو تھا آفت و قہر تھا — بھرا سر سے پاتک وہ تھا زہر کا
کئے بوزنہ اوس نے صدہا ہلاک — شکم کر دئے ان کے دانتون سے چاک
ہوا دیکھ یہ حال سب کو ہراس — رہی بندرون کو نہ جینے کی آس
لگے کہنے چلا کے تب سر بسر — کہ لو رام جی جلد آکر خبر

داستان رسیدن شاہ یعنے رام چندر جی مع جملہ افواج در میدان کارزار برائے کمک پہلوانان و بودن جنگ عظیم و فتحیاب شدن ٹکناتھہ و گریختن افواج شاہ از گولہ باٹیان و آمدن آواز بھگوتی جی منجانب آسمان و رفتن شاہ بلا ملاقات جانب صحرا حسب الحکم بھگوتی جی

نہ ہو خامہ میدان مین اب تیز گام — کر آہستہ آہستہ پاین سے خرام



نصیبا جو بھیرون کا ہو اوج پر
نظر اب مری ہے سوئے اختصار
بہت طول سے اب الجھتا ہے جی
کرون سب کے کہنے کا گر اہتمام
نہ گھبرائین سُننے سے اب سامعین
پھر آتا ہون اب بر سر داستان
سُنی شہ نے زاری جو وان فوج کی
برائے کمک فوج سے بیدرنگ
ہنومان و انگد جوان نیل و نل
جو تھا شاہ بیمون کا وہ سگریو
سوا اسکے ریچھون کا شہ جامونت
یہ دونون مع فوج تھے بر لیسار
باین شان و شوکت کہ میدان مین
ملے شاہ جب فوج مین اپنی جا
وہان فوج کی دیکھ حالت زبون
کہا سب سے اوسوقت بھر بیدرنگ
نہ اب دل مین اپنے کرو کچھ ہراس
گرو ٹوٹ کر اوس پہ اب بے عدد
خبردار اپنا نہ دل توڑ نا
جہا تنک بنے وان یہ کرنا یہ کام
نہ مرنے سے کرنا کچھ اپنے خطر

فلک ٹوٹتا ہے سر فوج پر
لکھون یان سے تا مختصر کارزار
پر اِس رزم کی داستان ہے بڑی
تو ہو جنگ نامہ نہ ہرگز تمام
مین ہون آ گیا ختم کے بس قرین
سناتا ہون باقی جو چھوڑی ہیان
تو جتنی تھی سب فوج ہمراہ لی
چلے لچھمن و رام جی بہر جنگ
سوے راست تھی یہ جوان لے بدل
کہ یہ بھی تھا لشکر مین بس ایک جیو
کہ مشہور تھا جو بھگت اور ہنمنت
پس پشت تھا لشکر بے شمار
گئے سب پہونچ آن کی آن مین
قوی دل ہوا تب ہر اک شخص کا
بھرا غیظ سے شہ کے آنکھون مین خون
کرو قافیہ شاہ دیوان کا تنگ
کہ ہم آ گئے اب تو تم سب کے پاس
لڑائی مین ہم بھی کرین گے مدد
لڑائی سے ہرگز نہ منہ موڑنا
ہٹانا نہ پیچھے کی جانب کو گام
بڑھے جانا آگے کو ہر گام پر

اب اوسوقت پر لوٹنا شاد کام — کہ ہو جائے جب کا بھیرون تمام
یہ سن حکم یکدم سے کل خاص و عام — چلے سوئے میدان اوٹھا اپنا گام
جوانان دیرینہ اور رنگ روٹ — پڑے جاکے سب اُس پہ ٹڈی سے ٹوٹ
ہو بچتے ہی ماری کسی نے سنان — کسی نے دیا سر پہ گرز گران
کسی نے کیا تیغ کا اوس پہ وار — کسی نے لگایا تبر دھار دار
کسی نے لگایا کمان کھینچ تیر — چھری سے کسی نے دیا جسم چیر
کسی نے دکھایا نیا اپنا رنگ — لگایا وہیں پھونک تیر تفنگ
صد افسوس یک جسم و یک جان — ہزاروں پڑے گرز و تیر و تبر
لکھوں کیا اب اوسدم کا حال عجب — کہ نازل ہوا پھر تو قہر و غضب
قیامت کی ہونی لگی کارزار — صبا کا بھی ہرگز نہ تھا پھر گذار
مگر واہ رے ہمت پہلوان — نہ میدان سے ہرگز ہٹا نوجوان
شہنشاہ و لچھمن یہ دیکھ اوسکا حال — کہ میدان میں قایم ہے وہ نونہال
بہم لیکے دونوں خدنگ و کمان — پیاپے لگے تیر کرنے روان
پڑے آکے وہ تیر جب جسم پر — تو بس گھس گئے درہ کو توڑ کر
جوان مرد اوسوقت پھر خواہ مخواہ — سپر کی وہیں رخنہ لایا پناہ
سپر پر بھی ایسے وہ کاری لگے — اوسے توڑ کر جسم میں گھس گئے
ہوا اون سے البتہ مجروح و ریش — رہا اوس پہ بھی اوس کا ہر گام پیش
وہ گرتا تھا جس صف پہ جل برق سان — تو خرمن کا اوس صف کی لٹتا نشان
یہ کی تیغ رانی جوان نے وہان — ہوا نیچے اوپر زمین آسمان
چلائی وہ تلوار در مصاف — صفوں کو کیا کاٹ میدان صاف
یہ تھی خرس و میمون کی حالت زبون — کہ جاری تھا ہر تن سے دریائے خون

بہر جا کہ شمشیر او کار کرد — یکے را دو کرد و دو را چار کرد
بر بد و درید و شکست و بہ بست — یلان را سر و سینہ و پا و دست

۲ بتصدیق فردوسی باخبر — ہو گواہ این بیت شد جلوہ گر

تڑپتا ہر اک مثل سیماب تھا
لگاتا تھا جب وار تیغ و تبر
کیا گرز کو جس کے سر پر رہا
پھرے تھا وہان ہاتھ خونمین بھرے
جوان کی مگر شست کے تیرون سے ڈہال
ہوئی مثل غربال کی جب سپر
ڈہال کو پھینک اور لے تبر
دلیرانہ کھانے لگا تن پہ تیر
وہ خرسان خونخوار بیداد گر
یہ سمجھے کہ اب ہو گیا اپنا کام
سمجھ کر کے یہ دل مین وہ نابکار
لگے مارنے آ کے گرز و سنان
ہنومان و انگد نے پل پل کر وان
کہ سر پھٹ گیا اور ہوا خون روان
اوسی حال مین یہ جوان بر محل
پہونچکر کے ہر سمت گرز نگ و پولی
ہزارون گئے قتل ہو بر محل
کھڑا جس جگہ تھا وہ ابن صبا
اوسی جا پہ انگد بھی موجود تھا
ہنومان بیشک رہا وان کھڑا
پہونچکر جوان نے کئے ایسے وار
روان خونکا زخمون سے سیلاب تھا
تو کٹ کٹ کے گرتے تھے دھڑ اور سر
تو وہ خاک و خونمین اوسی دم ملا
کئے خالی ہر جا پرے کر پرے
ہوئی چھد کے چلنی بوقت جدال
خروسان ہوا تب وہ جون شیر نر
لگا جنگ کرنے جوان بے سپر
سراپا ہوا وہ جوان غرق تیر
جوان کو وہان خون مین تر دیکھ کر
کیا کام بھیرون کا ہم نے تمام
جوان پر گرے پھر وہ سب ایکبار
ہوا پھر تو بازار آہنگران
لگائے بقوت وہ گرز گران
ہوئے زخم دیروز خندہ کنان
چلا تیغ لے اونکی جانب سنبھل
اوڑانے لگا سر گویا گند گوئی
ہوا کم و لے وہ نہ ٹیڑھی کا دل
چلا اوسکی جانب کو یہ مہ لقا
وہ بھاگا اوسے دیکھ کر دم دبا
بدستور تھا جس جگہ پر اڑا
کہ ابن صبا ہو گیا بے قرار

ہوا سر سے پا تک وہ زخموں سے چور
نہ زخموں کا اب تک ہوا اندمال
جو ملتے ہیں لوگ آن پہ سیندور و تیل
جو بھیر دن کر ہے تن پہ کم خستگی
ہوا جب ہنومان ریش و فگار
جہاں پر تھا وہ شاہ فرخندہ فال
ہنومان کو دیکھ کر در دمند
کجا اند مردان شیر افگنان
گذارند پیکان برنا و پیر
غرض حکم سے شاہ کی آن زمان
بیا پے ہزاروں گرے آ کے تیر
لگے جبکہ کثرت سے پیکان وہاں
کرے کوئی کسطور اونکی شمار
کہوں کیا کہ مار اس پہ ایسی پڑی
ہوا دل میں اک گونہ پیدا ہراس
گھر انزغۂ فوج میں تھا وہ آہ
نہ کچھ حرف اسدم وہ رنجور تھا
لیا اس پہ بھی اوسنے ہمت سے کام
لگا کر کے میدان میں رستخیز
وہ خرسان اور لوزنہ نابکار
کرا نک بیک اون پہ جا برق سان
گیا بھول سب اپنا کبر و غرور
اوسی طور سے ہے بدستور حال
علامت ہے اس جنگ کی زخم کی
تو مالش ہے تیل اور سیندور کی
ہٹا پھر تو میدان سے زار و نزار
دکھایا یہ ہو نیکر اونھیں اپنا حال
کہا شہ نے اوسدم بہ بانگ بلند
بگوشند مانند جنگ آوران
کہ گشتہ شود آن جوان دلیر
ہوئی پھر تو وہ بارش تیر دان
کہ باد صبا بھی ہوئی گوشہ گیر
تو اوسوقت گھبرا گیا یہ جوان
وہ گرتے تھے یکدم میں صد ہا ہزار
گیا بھول پھر تا جوان چوکڑی
یہ سمجھا کہ اب آ گئی موت پاس
کہ ہالہ میں جسطور ہو بند ماہ
جراحت سے بھی سخت مجبور تھا
کہ لے بھگوتی اپنی ماتا کا نام
چلانے لگا چار سو تیغ و تیر
گھر کے دل سے دل تھی جو باندھے صفا
مٹایا ہزاروں کا نام و نشان

بیٹھا پھر تو سارا وہ کائی سا دل — جوان آن سے کے حلقہ سر آیا نکل
دھری جسجگہہ پر وہ تھین باٹیان — گیا وان پہ جھنجلا کے جنگی جوان
اوٹھا ادنکو ہاتون مین لے ایکبار — لگا دینے پھر باٹیون کی وہ مار
کیا باٹیون نے غضب کا یہ کام — کہ کشتہ پہ پشتہ ہوئی فوج رام
ادہر سے بھی گو تیر لا انتہا — چلے پر ضرر کچھ نہ اسکو ہوا
لڑی شاہ کی فوج دل کھول کر — گیا جان کا کچھ نہ اپنی خطر
مگر ناک مین باٹیون سے تھا دم — کہ آگے نہ بڑہتے تھے ہرگز قدم
دلیری سے کوئی جو آگے بڑہا — تو گولی سے بس اوڑ گیا اور مرا
اوڑا اسقدر رن مین گرد و غبار — کہ پنہان ہوا چرخ کل ایکبار
بقول نظامی چنان حال بود — کہ پنہان شد از گرد چرخ کبود
زسم سمندان زمین سودہ شد — رخ آسمان گرد آلودہ شد
زسم سمندان دران پہن دشت — زمین شش شد و آسمان گشت هشت
زلبس گرد مرتار کسا و ترک و زین — زمین آسمان آسمان شد زمین
تراقی کہ از مقرعہ خاستہ — برون رفت زین طاق آراستہ
غرض دیکھ اسطرح کی کارزار — ہوئے پہلوانون کے دل بیقرار
لگے دست و پا بید سے کانپنے — سپر مین لگے اپنے منہ ڈہانپنے
جگر خوف جان سے دھڑکنے لگے — وہ سایہ سے اپنے بھڑکنے لگے
زبان سے خرافات بکنے لگے — سہارا وہ آپس مین تکنے لگے
بہت خوف چھایا تو لائے یہ راگ — لگے موڑنے اپنے گھوڑونکی باگ
ہر اک اپنی اپنی لگے ہانکنے — یہانتک کہ بغلین لگے جھانکنے
ہنومان نے پھر وہان یک بیک — یہ چاہا کہ پہنچے ٹنک ناتھ تک

مگر دل کا ارمان دل مین رہا
نہ گولون نے آگے کو بڑہنے دیا

غضب کے چلاتا تھا گویے وہ شیر
دیا رام کی فوج کے منہ کو پھیر

جوانان نے جبکہ مجبور ہو
بکثرت جو کی بارش تیر گو

تو ترکش تہی ہو گئے بے گمان
ہوئی پھر تو بیکار ہر اک کمان

جو بیکار دیکھی کمان و تفنگ
تو ترسان ہوئے جملہ مردان جنگ

بڑہے حوصلہ تھے سو ڈہیلے ہوئے
وہ چہرہ جو تھے سرخ پیلے ہوئے

نہ گولون سے ہرگز ملی پھر امان
لگی کرنے پرواز روح روان

ہوئے استخوان جوانان نرم
ہوا موت کا آکے بازار گرم

مچی پھر تو ایسی دہان دہر پکڑ
گئے فوج کے بالون یکدم اوکھڑ

پریشان ہوکر کے ساری سپاہ
لگی بھاگنے چھوڑ کر رزم گاہ

نل و نیل ایسے پریشان ہوئے
گرسنہ کے لبس پشت پنہان ہوئے

ہنومان و انگد بڑے تھے جو سخت
چھپے جا کے یہ شاہ کے زیر تخت

اوٹھا پھر تو ہر جا سے شور و فغان
لگے مانگنے جانور الامان

بہت کام آئی وہان فوج رام
ٹک جی نے کی اون کی ہستی تمام

جو باقی بچے وہ ہوئے سب فرار
کسیکو نہ ہرگز رہا پھر قرار

شدہ ختم چون فوج شہ یک قلم
برافراشت آن شاہ دیوان علم

شد اقبال آن شاہ دیوان بر اوج
گریزان شدہ فوج شہ مثل موج

گئے بھاگ جب فوج کے دل کے دل
بجا فتح کا نوجوان کے دہل

پریشان ہوئے پہر سری رام چند
ہوئے رنج و اندوہ سے دردمند

ہوئے رام جب فکر مین مبتلا +
تو آئی سوئے آسمان سے ندا

کہ اسوقت ہی مصلحت کچھ نہین
نہ کر فکر اے شاہ روئے زمین

نہ آزردہ ہو شاہ دل مین ذرا
نہ سمجھو کہ ہم تم سے کچھ دور ہین
کہ ہے اس گھڑی میرے لڑکیکو رنج
نہ ملنے سے ہی عذر ہم کو ذرا
کہ اسوقت وہ سخت رنجور ہے
مجھے دلدہی اوس کی منظور ہے
مناسب ہے کچھ روز تک شہر آ
جو آوے گا بار دگر باشیاز
یہ آواز جو بھگوتی جی کی تھی
سوئے دشت پھرا دل دردمند
نل و نیل و انگد ہنومان بھی
جو لچھمن رام کے ساتھ مین جانکی
ہوئین پیاس سے اس قدر بیقرار
کہا رام سے تب یہ مجبور ہو
ہے ابتر بہت اس گھڑی میرا حال
زبان سے یہ سیتا کے سنکر کلام
یہ فرمایا لچھمن سے تم چار سو
کہ ہین جانکی جی بہت بدحواس
یہ سنکر جانب کوہ لچھمن گئے
پھرے جا بجا پہاڑون کے ادھر ادھر
مہابیر سے پھر وہ لچھمن وہین

مناسب ہے اسوقت پر لوٹ جا
ولے اس گھڑی سخت مجبور ہین
سمجھ اسکو تو اے شہ نکتہ سنج
مگر کیا کرین وہ نہین مانتا
سوا اسکے زخمون سے کبھی چور ہے
نمانون تو یہ عقل سے دور ہے
کرے دشت مین جاکے سیر و شکار
کرونگی مین درشن سبھی تب سرفراز
اوٹھے سنکے اوسوقت پر رام جی
چلے لچھمن و جانکی رام جیند
روانہ ہوئے ہمرہ رام جی
ہوا جو لگی گرم میدان کی
ہوئی حالت زار سیماب وار
کہ پانی کی تجویز اسدم کرو
کہ جی شدت پیاس سے ہے نڈھال
مشوش ہوئے دیکھ حال اسکا رام
کرو جلد پانی کی جا جستجو
لگی ہے بہت اونکو شدت کی پیاس
ہنومان کو اپنے ہمراہ لے
بہت دونون عاجز ہوئے گھوم کر
لگے کہنے ہو کر کے اندوہگین

ذرا اور ڈہونڈو کہین غور سے
مہابیر بولے کہ اچھا جناب
نہ اب آپ تکلیف مطلق کرین
یہ کہکر اوڑا وان سے مثل صبا
ہوا پھر کے حیران ہر چار سو
وہ صحرا جو تھا جہان مارا تمام
نہ پایا جو پانی تو غصہ مین آ
گئی ضرب سے اوسکی پھٹ وان زمین
ہوا دیکھ یہ حال حیران کمال
یہ [illegible] کہکے لچھمن نے غصہ سے تان
گئی دو [illegible] پھٹ زمین ایکدم
ہوئے پھر مایوس اور چھوڑ آس
کہا سارا آکر بیان ماجرا
سر بار غرض رام نے لی کمان
تو یکدم ہوئی وان زمین ساری شق
نہ نکلا جب یک قطرہ پانی وہان
جو لچھمن جانکی جی بہت بدحواس
جو سیتا نے دیکھا کہ اب یان کہین
گرائین زمین پر وہین اونگلیان
اب اسجا پہ جو تھی ہوا اک خاص بات
وہ سیتا جو تھی خاص بھگوتی

برآمد ہوا پانی کسیطور سے
مین لاتا ہون اب ڈہونڈکر پانی آپ
فقط اسجگہ آپ بیٹھے رہین
لگا ڈہونڈنے آب کو جا بجا
نہ پایا کہین قطرۂ آب نس کو
نہ پانی کا پیدا ہوا ایکہ نام
لگایا زمین پر وہین اک گدا
برآمد ہوا تو بھی پانی نہین
کہا آکے لچھمن سے بھر حملہ حال
لگایا زمین پر وہین ایک بان
مگر پھر بھی پہنچا نہ پانی بہم
چلے آئے دونون وہین رام پاس
ہوئے رام سنکر نہایت خفا
لگایا جو دہرتی پہ جوڑ آس مین بان
رہا پھر بھی پانی کا باقی قلق
پریشان ہوا تب یہ شاہ جہان
ہوئے رام اس سے نہایت اوداس
کسی طور سے آب ملتا نہین
کہ بس بنگئے پانچ فوراً کنوان
سنین غور سے اسکو اہل نکات
سبب اسکے نکلا وہ پانی تبھی


جو تھی جانکی جی کو پانی کی چاہ
سنا جو دہان سے یہ اکثر بیان
نہ دیکھیں اون سے سیر اب پھر جانکی
بڑھے وان سے آگے کو پھر شہریار
نہ ہونے کا درشن کے تھا پر ملال
کہ کچھ روز تک دشت کی سیر کر
سمجھ سوچ یہ دہ شہ کامگار
کرے شاہ اب سیر سے خوش مزاج
اودھر تو کریں کچھ دنوں رام سیر

لہذا المیب نظر آئی جا بسو ہن
کہ موجود وان ہین یہ پانچوں گنون
ہوئے شادمان لچھمن و رام جی
لگے دشت مین کرنے سیر و شکار
یہ کرتے تھے شہ اپنے جی مین خیال
چلیں یان سے پھر بہر درشن گوہر
گیا بہر تفریح در مرغزار
مین پھیرون قلم کو سوئے ہنگلاج
ادھر مین سناؤن تمھین حال دگر

داستان بار دگر تشریف آوردن شاہ سری رام چندر جی معہ لچھمن و سیتا و ہنومان بنا بر ملاقات بھگوتی جی بمقام ہنگلاج و عذر تقصیر کردن ٹیک ناتھ و معاف کردن شاہ خطائے ٹیک ناتھ و بودن درشن بھگوتی جی و کردن گریہ و زاری سیتا جی و ہم آغوش بودن ہنومان و ٹیک ناتھ و گل افشانی از آسمان

مراسب کی خدمت مین اب ہے سلام
جو دین قدر دان مجکو اس کا صلا
مرے خامہ دے تو نہ لالچ کو کام
نہ لازم ہے دل کی رہی دل مین بات

کہ ہوتا ہے یہ جنگ نامہ تمام
تو دون رام اور بھگوتی کو ملا
صلہ کی نکر فکر مین بندگام
سنا دی جو باقی رہے واقعات



طمع کو نہ دے دخل دل مین ذری — اوڑا اب یان سی بنکر کرکے شل پری
بس اب کان دھر کر سنین خاص و عام — کہی کل اسی ذکر پر اختتام
گیا شاہ جب لوٹ کر پر ملال — ہوا بھگوتی جی کو اس کا خیال
بلا کر ٹنک ناتھ سے یون کہا — سن اب میرے فرزند یہ ماجرا
نہ معلوم تجھ کو یہ اسرار ہے — کہ وہ رام الیشر کا اوتار ہے
جو آوے اگر اب وہ شاہ جہان — تو ہو عذر خواہ اوس سے تو اے جوان
کیا تو نے یہ امر بالکل خلاف — خطا کا ہے لازم کرانا معاف
ہوا اب شاہ جس وقت رونق فزا — تو فوراً ادب سے مرے پاس لا
ٹنک ناتھ نے سنکے یہ روئداد — ادب سے جھکایا سر انقیاد
غرض کچھ دلون بعد پھر رام چند — مع جانکی با دل دردمند
ہنومان و لچھمن کو ہمراہ لے — چلے شاہ درشن کو اوس ماہ کی
قدم با قدم چلکے وہ سب کے سب — ہوئے در پہ حاضر وہان با ادب
تو پھر حسب الارشاد وہ پہلوان — ٹنک ناتھ نامی دلاور جوان
ملا شہ سے آکر وہ فرخندہ فال — لیا شاہ کو پیشوا حال حال
بہت شاہ کی اوس نے تعظیم کی — کیا عذر تقصیر تکریم کی
کہا آپ کا ہون مین تقصیروار — خطا عفو ہو میری اے شہریار
ہین خوردان سدا عاصی و پرخطا — بزرگون کا ہے کار بخشش عطا
نہ اب خاطر شہ رہے کچھ ملول — مرا عذر تقصیر ہووے قبول
کرو فیض سے اب مجھے کامیاب — مین ہون بندہ شاہ والا جناب
لیا شہ نے سینہ سے اوسکو لگا — ٹنک ناتھ کو دی پھر اوس دم دعا
جہان مین ہمیشہ تو ہو بہرہ مند — تو پیدا ہوا دوسرا رام چند

خطا اس مین تیری نہین اے پسر
ہمین خود تھا یہ امر مد نظر

نکرتے جو اس کام کو ہم بھلا
تمھین کون دنیا مین پھر پوچھتا

ہمین خود تھا منظور یہ انتظام
کہ ہو تیرا مشہور دنیا مین نام

ہوئے شاد پھیر ون یہ سنکر سخن
گئے بھول پھر سب وہ رنج و محن

خوشی سے پکڑ شاہ لچھمن کا ہاتھ
مع جانکی پھر چلے ساتھہ ساتھ

ہنومان بھی پیچھے پیچھے گئے
در خاص پر جا کے حاضر ہوئے

رکھا جبکہ اُس شہ نے اندر قدم
جہان پر تھی وہ مادر ذی حشم

لوگیا دیکھتے ہین سب شہ انجمن
کہ وہ بھگوتی جی ہین ہم شکل زن

بیان سراپا بھگوتی جی

عیان سر سے کل شان ہی سروری
مسخر ہوئی جس کے دیو و پری

سرا وسکے سی نکتہ ہوا یہ عیان
یہی سر ہے بس سروران جہان

بڑے بال سر کے کھلے سر بسر
پڑے سر سے لیکر کے وہ تا کمر

اور اُس سر پہ اک تاج زرین رکھا
اور اُس تاج مین اک مکٹ تھا لگا

مکٹ مین جڑا تھا بدخشان کا لعل
نظر اوس پہ ٹھہرے نہ تھی یہ مجال

درخشان چو مہر جہان تاب تھا
غرض اُس سے شرمندہ مہتاب تھا

سوا اوس سر پہ ترچھا دھرا تھا وہ تاج
کہ تھا ہفت اقلیم جس کا خراج

جبین بود روشن تر از آفتاب
کہ بیشش نمے داشت خورشید تاب

جبین پر دو ابرو تھے مثل ہلال
وہ دو تیغ بران تھین بہر جدال

بڑین ابرؤن مین شکن سر بسر
عیان دو کمان تھین کھنچی چرخ پر

تھا اک سرخ ٹیکا جو پیشانی پہ لگا
میان دو ابرو کے تھا وہ لگا



اوسے دیکھ لالہ کے تھا دل پہ داغ ۔ وہ روشن تھا ہو شمع مین جیسے چراغ
عیان از رخش بود فر شہی ۔ ضریب بران فرق تاج مہی
وہ آنکھین جو تھین سرخ پر خون کام ۔ کہ مریخ تھا جن کے آگے غلام
وہ بینی الف وار تھی اور بلند ہا ۔ کہ تھی اوس سے چہرہ کی رونق دو چند
جو تھے کان کان جواہر تھے وہ ۔ ہر اک نیک او بد سے ماہر تھے وہ
جو بودند آگہ ز ہر امر گوش ۔ شدہ دیوتا جملہ حلقہ بگوش
زمرد کے کانون مین مندرے پڑے ۔ کہ تھے اوس مین یاقوت و ہیرے جڑے
گلے بیچ جگنو پڑا جگمگا ہا ۔ ستارہ درخشان ہو جون صبح کا
جو تھے چار اُس ماہ پیکر کے دست ۔ ہوئے سرکشان جہان آن سے پست
بہ یکدست شمشیر زہر آب گون ۔ بدست دگر کاسہ لبریز خون
سوم دست از بہر بخشش نہاد ۔ چہارم ز بہر دعا بر گشاد
جڑاؤ نبد ہے ڈنڈ پر نو رتن ۔ نکالے جو متھہ کر وہ تھے نو رتن
جو تھے سرخ پنجہ حنا کی مثال ۔ حنا سے نہ تھے بلکہ از خون لال
زمرد کے ہاتھون مین پہنے کڑے ۔ گہر لعل و الماس اُس مین جڑے
سکلف ڈوپٹہ زری کا سجا ۔ جواہر ٹکا جس مین لا انتہا
سنہری دہنک دار تھی اسکی کور ۔ گلے مین پڑا دونون کاندھے پہ چھور
مشجر کا لہنگا مغرق بزر ہا ہا ۔ بنا خوش نما زیب وہ در کمر
نیا بنکے آیا سلا قاف کا ۔ وہ پردہ بنا اوس تن صاف کا
ستون سیم خالص کی تھے دو نون ۔ قدم بوس ہین جن کے کل دیوتا
سنہری تھے جون بالون مین پازیب ۔ جڑے لعل و ہیرے و تھین پازیب
گمان تھا کہ تصویر بلور کی ۔ نہ بلور کی بلکہ تھی نور کی

ہو دیکھیں اوسے کاش اہل فرنگ
بصد شوکت و شان باصد وقار
جنوری مین باندہے برا راس جب و
بہ تحقیق ہے شاستر سے خبر
شنکیلا جمیلہ نہایت حسین تہا
صنوبر کوئی کوئی شمشاد قد
معطر بدن مثل مشک و گلاب
نظر اپنی ہر ایک نیچی کئے
لباس زری سر سے پا تک تمام
زنار رشتہ نے ڈالی جو با چشم ہوش
یہ دیکھا جو اس مہ کا جاہ و جلال
سراپا وہ تھی بحر ہستی کی موج
ہوئے پیشتر گرد اس کے نثار
وہین بھگوتی نے سر اونکا اوٹھا
رکھے سر پہ دونون کے شفقت سے ہاتھ
وہین جانکی جی بھی با چشم نم
سر جانکی بھگوتی نے اوٹھا
گلے سے لگا پیار اون کو کیا
کیا بھگوتی جی نے جب انکو پیار
ہوئی بھگوتی کو بھی رقت بڑی
بندھا پھر تو وہ تار رونے کا وان

اوڑے ان کے چہرونکا حیرت سے رنگ
قوی ہیکل اک شبرنر پر سوار
کھڑین جو کنیان تھین با صد ادب
کہ تھی اونکی تعداد جو لنٹھ نفر
کوئی مہر تابان کوئی مہ جبین
کوئی تھی گل اندام خورشید خد
نمایان تھا چہرہ سے شرم و حجاب
لیئے خدمت و جا کری دل دیے
کھڑین دست بستہ لیئے اہتمام
رہے ایک ساعت تلک بس خموش
ہوئے رعب سے شاہ حیران کمال
جھکے لچھمن و رام دیکھ اسکا اوج
گرے پھر قدم پر بصد انکسار
لیا جانکی سینہ سے اپنے لگا
لگین پھیرنے اک محبت کی ساتھ
گرین پانون پر یہ بھی چھوکر قدم
لیا گود مین سر اوٹھا کر بٹھا
جبین چشم کو اون کے بوسہ دیا
تو رونے لگی جانکی زار زار
بہی چشم سے موتیون کی لڑی
یہانتک کہ آنے لگین ہچکیان

کہون کیا نہ باقی ہے تاب سخن
وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے
یہان تک بندھا انکے رونیکا تار
یہ حالت بڑی دیر تاری رہی
حسن کے سخن کو کرون اب تمام
کہ جب خوب ملکر کے وہ رو چکین
لیا بھگوتی نے پھر اون کو سنبھال
دعا ہے مری اب نہ ہو تجھ کو غم
یہ کہکر کے پھر اپنے رومال سے
ہنومان بھی گرد یکدم پھرے
جھکایا ہنومان نے جبکہ سیس
کہا پھر ٹک ناتھ سے آن زبان
بہت ہے ہنومان سے تو لڑا
خطا اس سے اپنی کرا تو معاف
یہ سنکر کے پھیر دن ہنومان نے
کہا دست بستہ کہ خادم ہون مین
یہ امید ہے اب ز راہ عطا
خوشی ہنومان نے یون کہا
ہوئے پھر یہ کہکر بہم اشکبار
بڑی دیر تک دونون رو یا کئے
گئی جب کدورت وہ بالکل نکل

یہ نوبت تھی اور بس جا بقول حسن
کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے
ہے پھوٹ دلوار و در ایک بار
کہ دونون طرف آہ و زاری رہی
لکھون پھر بدستور اپنا کلام
غم و رنج دل پر جو تھا دہو چکین
کہا جان میری نکر اب ملال
رہے دور خاطر سے تیرے الم
دئے پونچھ آنسو وہ بہتے جو تھے
ازان بعد وہ بھی قدم پر گرے
تو دی بھگوتی جی نے اونکو اسیس
ملو تم ہنومان سے میری جان
یہ بھائی حقیقی ہے تیرا بڑا
کہ تا رنج سے اوسکا سینہ ہو صاف
گلے مل گئے با دل و جان سے
خطا سے بہت اپنی نادم ہوئین
مرا بخش دیجے قصور و خطا
تری بخشش دی مین نے جملہ خطا
لگے دھونے آنسو سے دل کا غبار
غبار کدورت کو دھویا کئے
رہا کچھ نہ باقی دلون بیچ بل

تو پھر ہو کے خاموش باصد ادب
گئے بیٹھ اس بھگوتی پاس تب

ہوئی پھر تو ملنے کی سب کو خوشی
فلک پر سے بھی گل فشانی ہوئی

لے آئی پھر اوس جا جو تھے وانکی لوگ
ہو مہن بھوگ کا اور پترونکا بھوگ

لگا پیشتر بھگوتی کو دیا ہا
ازاں بعد تقسیم سب کو کیا

ہوے جبکہ درشن سے شہ بامراد
رہی شام سے لیکے تا بامداد

ہوئی الغرض جب نمایاں سحر
اوٹھا پھر رخصت شہ نامور

کمر رہوا بھگوتی سے کے نثار
ہوا پھر وہ رخصت کا امیدوار

اوٹھا ہاتھ دی بھگوتی نے دعا
کہا خوش رہو تم جہان مین سدا

قدم چھو کے رخصت ہوئے پھر یہ سب
نکل آئے اوس مٹھ سے باصد ادب

خوشی باخوشی بادل شادمان
گئے ملک اپنے کو شاہ جہان

بس اب ختم ہے اسجگہ سے بیان
مجھے داد دین سخن کے پیر و جوان

مین عبد اللہ یک بندہ مسلمین
سلامت مرا ہست ایمان و دین

جو آزادگی فضل حق دین است
جلیسر ضلع ایٹہ مسکن من است

پولس کا مین ہون ہیڈ میرا قیام
رہے کوتوالی مین ہے صبح و شام

مناجات اخیر مصنف بدرگاہ جناب باری تعالے

الٰہی تیری ذات ہے بے مثال
تو کر دشمنون کو مرے پائمال

جہان مین مرا بول بالا رہے
مری گور مین بھی اوجالا رہے

کرون اس جہان سے مین جسدم سفر
تو ہو جنت العالیہ مین گذر

مین دنیا مین زندہ رہون جب تلک
کسیکا نہ محتاج ہون تب تلک

مری آل و اولاد قایم رہے
مرا نام دنیا مین دایم رہے

جو فرزند مرشد ہین قدرت علی	رہین خوش جہان مین وہ حق کے ولی
رکھے اونکو اللہ آباد و شاد	جہان مین رہین وہ سدا بامراد
نہ دے اُنکو خالق کبھی کوئی غم	رہے دور خاطر سے حزن والم
نہ پہنچے کبھی رنج زیر سپہر	جہان جب تلک ہے رہین مثل مہر
طفیل ابن حیدر حسین وحسن	رہین ہم غلامون پہ سایہ فگن
بافضال خالق بصد اقتدار	رہے اونکی اولاد بھی برقرار
جو ہین اونکے پوتے نواسے سبھی	رہین شادمان از طفیل نبی
تصدق سے ان صاحبونکی مدام	رہے آبرو سے جہان مین غلام
نہ ہو رزق کی مجھ کو ہرگز کمی	الٰہی تو دے دولت دایمی
رہین میرے احباب بھی خوش سدا	صحیح اور سالم بفضل خدا
نبی کی جو اُمت مین ہین مسلمین	رہین حفظ خالق مین وہ اہل دین
نہ ہووے خدایا کسیکو قلق	رہے جملہ مخلوق پر فضل حق
کیا مین نے اب اس دعا کو تمام	کہین ملکے آمین ہر خاص وعام
بڑی فکر اک دل کو تھی دن ورات	ہوئی ختم فضل خدا سے یہ بات
بتاریخ بائیسوین فروری	اٹھارہ سو اٹھانوے عیسوی
یہ تاریخ اور سن یہ تھا لاکلام	ہوا جنگ نامہ کا جو اختتام

ذکر پوشیدن زیور طبع کتاب مذکور بامداد وکوشش لالہ ہرنراین صاحب خزانچی دفتر پولس آگرہ سکنہ سیٹھ گلی ونیز اوصاف حمیدہ جناب موصوف

ہوئی جبکہ بھیرون نبجے یہ تمام	تو یہ فکر لاحق ہوئی صبح وشام

کہ اسکو کسی طور چھپوائیے — کہین سے زر نقد لے آئیے
اسی فکر مین شام سے تا سحر — کیا شہر مین گشت ادہر اودہر
پہنچ پیش احباب کر دل سے عزم — سنائی ہر اک کو یہ دلچسپ نظم
سنا جس نے اسکو وہ شادان ہوا — مری راے پر آفرین خوان ہوا
زبانی ہر اک شخص نے داد دی — بہت میری تحسین و توصیف کی
اوسی جا پہ تھے اک مرے مہربان — خرد مند ذی فہم اور علم دان
قوی حجت و در سخن بے عدیل — کہ ہستند در فوجداری وکیل
لیاقت بلاغت کی ہر بات مین — ظرافت سدا اونکی اوقات مین
سناؤن تمھین اور حالات مین — وہ در اصل کالیستھ ہین ذات مین
کرون اون کے والد کا اب کچھ بیان — کہ تھے وہ معزز بڑے قدردان
جو تھا کشن جی سے اونھین اعتقاد — عنایت سے اونکی یہ پائی مراد
کہ پیدا ہوئے یہ مرے مہربان — کرون نام نامی اب اونکا بیان
بوقت تولد بصد احتشام — رکھا اونکا متھرا کا پرشاد نام
مرے خامہ یہ بھی بتا سبکو دے — وہ متھرا کے پرشاد ہین کون سے
یہ سنکر ہوا خامہ یون تر زبان — کہ ہے زین خانہ مین اون کا مکان
بڑے بھائی ہین آپکے اور ایک — کہون کیا وہ ہین سر بسر مرد نیک
وہ ذی فہم عالی نش حق شناس — ہر اک کس و ناکس کا ہے اونکو پاس
سنو صاحبو آپکا اسم راس — نراین کے ہے بعد مین لفظ داس
چہ گویم کہ این ہر دو صاحب دلان — ربودند سبقت بخورد و کلان
لقا بون دانی چنان بہرہ مند — رسانند بر چرخ گوئی بلند
سو یہ مہربان سنکے میرا کلام — ہوے شاد اور یہ کیا انتظام

کہ چندہ کی احباب سے فکر کر
لگے کہنے پھر مجھ سے یون مہربان
کرو تم کہ سہ پہلے مطبع مین جا
ہوو ریافت لاگت کا اول اصول
مین سُن اپنے یہ مہربان کا کلام
جو ہے شہر مین ایک بستی نئی
بتاتا ہون نام اونکا باشورشین
ہوا اونکے مطبع مین جا ملتجی
ہوئے چھپانے کو رضامند وہ
سخن یہ کیا اونکا جب مینے گوش
جو ہے منڈوی ہینگ کی دوستان
امان علی مولوی اون کا نام
ہین اک شخص عمدہ عجیب وغریب
جو مطبع ہے اونکا وہ با فیض عام
کہا اون سے جب جا کے یہ ماجرا
کہ ہم تم سے زاید نہ لینگے کبھی
سنی جبکہ معقول اونکی دلیل
اس اثنا مین اک بڑے وقار
سناتا ہون اب یان سے کچھ انکا حال
نہ ہے بوے کچھ تمکنت کی ذری
نہ ہون شاد کیونکر کہین وہ ہمین

کرین بہر مطبوع تحصیل زر
یہ کی ہم نے تجویز با دل وجان
چھپائی مین صرف اسکے کیا ہوئیگا
تو بعد اوسکے چندہ کرین پھر وصول
گیا آگرہ شہر مین شاد کام
اوسی جا پہ رہتے ہین اک مولوی
کہ ہے لفظ فیاض قبل از حسین علم
غرض طبع کی آن سے درخواست کی
لگے مانگنے اک سے دہ چندہ وہ
تو بس چلدیا وان سے ہو کر خموش
وہان میرے رہتے ہین اک مہربان
اسی نام سے ہین وہ مشہور عام
مکان اونکا ہے خاص پل کے قریب
کہ ہے فیضیاب اُس سے عالم تمام
تو بولے وہ مجھ سے ز راہ عطا
وہی لینگے ہوگا جو کچھ واجبی
گذارش کیا جا کے پیش وکیل
کہ ہین مہر تراین جو تحویلدار
یہ خوش خلق ہین اور شیرین مقال
سراسر ہے بس آدمیت بھری
وہ ہر وقت رہتے ہین خندہ جبین

وہ چشم سیہ مست پر از حیا | کہ آنکھین چراتی ہے نرگس سدا
وہ آنکھین ہین چھوٹی سو اسکے گول | تو موتی وہ دو ہین نہین جنکا مول
مین دون آنکی بینی کی کس سے نظیر | قلم شاخ قدرت کی سمجھو لکیر
سطول وہ چہرہ ہے مثل کتاب | کہ اک وقت تھے یہ جبین و حجاب
جو زاید ہے پنجاہ سے سال و سن | گیا نصف گویا جوانی کا دن
وہ رخسارہ نازک جو تھے مثل گل | سو باد خزان سے ہوے خشک گل
نہ بھائی تو دون دوسری یہ مثال | اوڑا گل کا باد خزان آئے جمال
پر زاغ پر برف باران ہوا | سراسر بزرگی کا سامان ہوا
ہوا حوصلہ دیکھ ہر اک کا پست | وہ ابر کرم ہین جو ہین ہر دو دست
قد اوسط اکہرا سراسر بدن | سدا اپنا رکھتے ہین سادہ چلن
غریبان نوازی مین یکتاے دہر | کہ مشہور شد در جہان مثل مہر
سخاوت کا پوچھو نہ کچھ مجھ سے حال | نظر جب یہ ڈالی ہوا وہ نہال
اگر مثل سایل کوے غم گرا | گیا در پہ پھر وہ نہ خالی پھرا
ہوئے مجھ کو بھی دیکھتے بیس سال | کہ اسوقت تک آپکا ہے یہ حال
کہ ہرگز برائی کسیی کی نہ کی | بھلائی مگر کی جہانتک بنی
پولس اونکی ساری ثنا خوان ہے | ہر اک شخص پر اونکا احسان ہے
عنایات حق سے نہ ہے کچھ کمی | کہ ہے گھر مین بیٹھی ہوئی لچھمی
پولس کا جو دفتر ہے با آب و تاب | یہ سب انسپکٹر ہین اوسکا جناب
مکان کوتوالی سے از بس قریب | پہنچتے ہین در پر امیر و غریب
گیا اتفاقاً جو مین اونکے گھر | کیا ذکر استت کا کل سربسر
کیا مختصر کرکے کچھ یہ بھی ذکر | کہ کی ہے وکیلون نے چندہ کی فکر

سنائی تمامی پھر اون کو کتاب
سنو تم سے کہتے ہین یہ بات ٹھیک
لگے گا جو کچھ وہ لگائین گے ہم
کٹی عمر حرف و حکایات مین
یہ کہکر دئے مجھ کو کاغذ کے دام
بمطبع امان علی مولوی
ازل مین یہ نعمت جو قسمت ہوئی
کہ بھیرون کے استت کو بادل و جان
مطابق نوشتہ کے کر حوصلہ
کیا شاد بھیرون کو یہ کر کے کام
ذرا بھی کچھ اس مین تعجب نہین
زبان بھگوتی جی کی اکدم ہلے
کمی صرف ہے ایک گھر مین یہی
خدا اونکی برلائے دل کی مراد

تو سنکر کے بولے وہ عالی جناب
کہ چندہ کے حیلہ سے مانگو نہ بھیک
بس اب طبع اسکو کرائین گے ہم
بھلا کچھ تو داخل ہون حسنات مین
کہا جا کے اب تم کرو انتظام
پہونچکر کے چھپنے کی تدبیر کی
تو بس حق نے یہ ہر نراین کو دی
کرائین گے یہ مشتہر در جہان
کیا ہر نراین نے طے مرحلہ
رہیگا بس اب حشر تک انکا نام
عنایات بھیرون سے شاید کہین
ضعیفی مین فرزند اونکو ملے
سو پوری کریگی اوسے بھگوتی
رہین اس جہان مین وہ آباد و شاد

اندھیرا پڑا ہے جو اون کا مکان
کرے اوس کو روشن خدائے جہان

تمت بالخیر

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب بھیرون بجے من تصنیف جناب مولوی محمد عبد اللہ
ساکن قصبہ جلیسر ضلع ایٹہ ہیڈ کانسٹبل متعینہ کوتوالی شہر آگرہ امان پریس آگرہ مین چھپی

تقریظ معہ تاریخ بقاعدہ زبر و بینات من نتائج طبع علامۂ عصر فہامۂ دہر طوطی شیرین گفتار بلبل خوش منقار غنچہ بوستان سخندانی عندلیب گلشن خوش معانی فصیح محاورہ دان نکتہ سنج خوش بیان برگزیدہ کونین مخدومنا مکرمنا عالی حسب والا نسب جناب داروغہ سید امداد حسین صاحب المتخلص بہ قیصر سب انسپکٹر پنشن یافتہ پلیس قصبہ کاکوری حال قیام پذیر شہر آگرہ زید اللہ اکرامہٗ

لکھی کھیرون نے کیا شیخ عبد اللہ منشی نے
بڑی محنت سے ہی تازہ کیا اس کہنہ مضمونکو
مقابل رام کے فوجین ہوئین جسطرح کھیرونسے
وہان باتین لڑائی کی ہوئین کھیرون کی الجھن مین
بڑی محنت مصنف نے اوٹھائی اسکے لکھنے مین
خدا کی دین ہے اس مین کسیکا کیا اجارہ ہے
لطایف اور غوامض مثنوی کے کون دیکھیگا
فصاحت اور بلاغت یہ میسر ہو نہین سکتی
نہین پہنچا ہے گو ایران تلک شہرہ فصاحت کا
بڑی کوشش سے مضمون ڈہونڈ کر لائی نیا ہر و نسے
عجب پاکیزہ مضمون ہے عجب بندش ہے کیا کہنا

سنی جسنے ہوا وہ جان و دل سے اسکا شیدائی
عروس طبع عالی نے نئی صورت ہے دکھلائی
اوسی ڈہب مثنوی مین کی ہے بیتون نے صف آرائی
مسلح ہو یہان فوج مضامین سامنے آئی
کسی نے پر نکی افسوس آنکی قدر افزائی
طبیعت ایسی فیضی اور عرفی نے کہان پائی
ملی ہے کب کسی اہل سخن کو ایسی بینائی
کرے سو مرتبہ اس در پہ سحبان ناصیہ سائی
ہوئے ہیں جان و دل سے مدح خوان ہندی و عیسائی
بیان کیا ہو سکے اس طبع نازک کی توانائی
زبان دان کیون نہ شرمائین کسی نے یہ زبان پائی

نہین اچھے برے کی اہمین کچھ تمیز ہر اک کو
اگرچہ آگرہ مین وہ زبان دانی مین یکتا ہین
ہزارون آفرین اے مرحبا واللہ کیا کہنا
سخن کی اونکی کیا تعریف وہ بالذات اچھے ہین
کتابین آنکی بک جائین براے مدعا دل کا
مناسب ہندوؤنکو ہے کرین امداد سب اسمین
لڑائی رام بھیرونکی سراپا مثنوی مین ہے
عجب کانی لکھی حافظ ستیر پاک طینت نے
لکھی کانی وہ کیا پہنا دیا جامہ عروسی کا
بنی کانی وہ جب ایسی تو چاہا یہ مصنف نے
کئی نامی مصور سنکے آنکے پاس جا جا کر
بنایا گو کہ ہر تصویر کو ہر اک نے موقعہ پر
ہوئے مجبور جب زاید تو ہین اک مہربان آنکے
کسی سے جب نہ مطلق بن سکین دلچسپ تصویرین
نہ تھی جو کام کی کثرت نے اونکو ایکدم مہلت
نہ چھوڑا جب کسی صورت سے یکتا شخص جب ان نے
بنائین واہ کیا کہنا عجب دلچسپ تصویرین
عجب کیا ہے یہ تصویرین جو کلمہ پڑہ کے اوٹھ بیٹھین
کیا سب سے زیادہ کام لالہ ہرنراین نے
چھپائی مثنوی رام و بھیرون کیا مقدر ہے
سخاوت اور محبت اور مروت آنکی خلقی ہے

ادائے نازنینان ہے جسے بھائی اوسے بھائی
مگر یہ خاکساری ہے نہین دعوائے یکتائی
نہایت عمدگی سے کر دی ہے اس قصہ کو زیبائی
ملی ہے حق سے حصہ مین انھین یکی و گویائی
بڑی محنت سے لکھی ہے بڑی کوشش سے چھپوائی
اٹھائی ہے بخاطر اونکے ہمچشمون مین رسوائی
لکھی کیا خوب اور شاباش اوسکو جسنے لکھوائی
کہ ہر اک سمت سے کانون مین تحسین کی صدا آئی
نظر ثانی جو کی خود ہو گئے وہ اوسکے شیدائی
کہ تصویرون نے ہونی چاہئے اب اسکی زیبائی
جتایا محل و موقعہ لکھ گئے اور تدبیر بتلائی
نہ آئی پر کسی سے چاہئے تھی جیسی زیبائی
نظیر احمد ہے نام اونکا امیر الدین کے بھائی
تو اونکے پاس تب انکو ضرورت کھینچکر لائی
تو باہم ابتدا عذر کی نوبت وہان آئی
کرم سے مہربان نے مہربانی پھر تو فرمائی
کہ زیر خاک روح مانی و بہزاد شرمائی
کہ خامہ مین مصور کے ہے اعجاز مسیحائی
کہ چھپوائی ہے اپنے پاس سے دیکر کے چھپوائی
ہمیشہ کے لئے دنیا مین یہ نام آوری پائی
حقیقت مین وہ اپنے وقت کے ہین حاتم طائی

جزاک اللہ لالہ مہر نراین واہ کیا کہنا
ابھی تک تو عروس نظم تھی پردہ مین پوشیدہ
بڑی سج دہج سے نکلی ہے عروس نظم مطبع سے
یہ وہ معشوق عاشق کش ہے بازار مین گر نکلے
نہین نکلی یہ مطبع سے پری نکلی پرستان سے
ہزارون مشتری مثل زلیخا ہو گئے پیدا
سنی جب مثنوی مین نے تو دل نے یہ کیا مجھسے
ہوئی تاریخ کی جانب جو فکر نارسا مایل
زبراد رہنیہ سے بکرمی سن اسکا سن قیصر

یہ چاہتے جی جگہ اپنے لئے جنت مین ہوائی
جو صحبت پائی مطبع کی ہوئی معشوق ہرجائی
عجب کیا گر بنائے عابدونکو اپنا شیدائی
بنائے اسکا نظارہ خریدارونکو سودائی
بنایا قاف سے تا ہند اپنا سب کو شیدائی
یہ چھپ کر مثل یوسف جس گھڑی بازار مین آئی
برائے سال ہجری بھی کرو کچھ خامہ فرسائی
تو سر کے کانمین سرور کہے خامہ کی صدا آئی
دبی رگھوبیر بھیرون سے باقبال جہامائی
سمت ۱۹۵۵ بکرمی

قطعہ تاریخ بقاعدہ ابجد سن نتایج طبع جناب مہربان برحال دوستان غلام سرور خانصاحب تخلص وکیل عدالت کلکٹری و فوجداری ضلع آگرہ زاد اللہ قدرہ و منزلتہ

لکھی شیخ صاحب نے کیا مثنوی یہ
اسے سنسکرت سے اردو مین لاکر
عجب فیض تعلیم خالق نے بخشا
کرین لاکھ بیجائیان گر سخن مین
بیان ہو سکے کس سے اس شاعری کا
نہ کچھ بھی ہی اونکی محنت تو دیکھین
پئے سال سمت یہ سرور نے لکھا

حقیقت مین اس فن کے ہین وہ معلم
کیا نظم قصہ کو بیشک ہین ناظم
کہ عالم ہوا اونکی برکت سے عالم
بجا ہے کہ ملک سخن کے ہین حاکم
شکستہ کرین ہو اگر بحر سالم
پر اہل سخن کو ہے انصاف لازم
ٹیک ناتھ بھیرون بھگوتی کے صلام
سمت ۱۹۵۵

حالات سوانح عمری مصنف العبد ملازمی پولس ضلع آگرہ ونیز بیان احوال سرپرستی وغربا پروری وشرفا نوازی جناب فیض بخش فیاض زمان کنور کلیان سنگہ صاحب رائے بہادر انسپکٹر پولس یعنی کوتوال شہر آگرہ دام اقبالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھون پیشتر سب سے حمد خدا
نہین جسکی قدرت کی کچھہ انتہا

کرے شاہ کو ایکدم مین گدا
گدا کو بنا دے وہ فرمانروا

عجب اوسکی قدرت عجب اوسکے کھیل
جسے چاہے دنیا تو دے ریل پیل

لکھون اب مین نعت نبی اوستوار
جو محبوب ہین خاص پروردگار

محمد نبی مالک دو جہان
بروز جزا شافع انس وجان

یہ قدرت مین حق کے اوسے بار ہے
کہ ساری خدائی کا مختار ہے

جو چاہے تو خالق سے وہ اذن لے
خدا کی خدائی کو سب بانٹ دے

جو ہین چار اوس بادشہ کے وزیر
وہ نور علی نور ہین بے نظیر

کرون وصف کس منہ سے اوسکا رقم
زبان مین نہ طاقت نہ تاب قلم

صفت کیا کرون آل واولاد کی
وہ ہین خاص دل اور جان نبی

خدا خاص کراونکی حب شان مین
کری مدح خود اپنے قرآن مین

تو پھر میرا منہ کیا جو کھولون زبان
کرون وصف کس منہ سے انکا بیان

جو سمجھے وہ سمجھے اونہین پنج تن
بدالنسبت میرے وہ سب ایک تن

بس اب آل واصحاب سب پر تمام
خوشی سے مین بھیجون درود وسلام

آغاز حالات مصنف

گیا بخت خفتہ جو ہے میرا جاگ
تو لون اسپ خامہ کی اب اپنی باگ

لگھاکرکے قرطاس پر دون خرام
ہوا فسر ہین اک میرے والا حشم
کرون پیشتر حال اپنا بیان
کہ یورپ کی جانب بہت یان سے دور
رعیت وہان کی ہے آباد و شاد
جدھر آنکھ کو اپنی دیکھو اوٹھا
بہت صاف دون اور بھی اک پتا
اس عاصی کے والد تھے اُس شہر مین
تھے سب انسپکڑ پولس کے وہان
ہی ہین وہ تھے درجۂ اولین
سوا اسکے حامی دین متین
ہو کی ایک مدت وہان نوکری
ہوا جب وہ منظور تب مجکو لے
تلیسر کا کل پرگنہ سربسر
جو تھے سپرنٹنڈنٹ والا مقام
زمستان کی جسوقت آئی بہار
غرض جبکہ وہ صاحب صف شکن
تو بہر ملاقات والد سے گئے
ملاقات صاحب سے جسدم ہوئی
بٹھایا اونھین اور پوچھا مزاج
عنایت جو صاحب نے کی حد سے بیش

کہ دسے بڑھ کے کا وہ اسٹیرن سے کام
کرون شکریہ اب مین اونکا رقم
کھلے بعد کو شکریہ مین زبان
ہے اک شہر معروف مرزاپور
غرض ہے عجب شہر مینوسواد
اوسی سمت آوے نظر اک فضا
بنارس کا ڈانڈا ہے اوس سے ملا
وہ مشہور و معروف تھے دہر مین
کہ مدح ابتک ہین جملہ کسان
رضا مند تھے ہر کہین و مہین
تھا اسم مبارک عظیم اور دین
تو پنشن کی آخر کو درخواست دی
جلیسر مین آکر مکان پر رہے
ضلع آگرہ مین تھا اوسوقت پر
کرمسٹری صاحب انکا تھا نام
تو دورہ کو صاحب اُٹھ ایکبار
جلیسر مین جسدم ہوئے خیمہ زن
مجھے اپنے ہمراہ مین ساتھ لے
تو خاطر بہت اونکی صاحب نے کی
کہا پھر کہ رکھتے ہو کیا احتیاج
تو والد نے اوسدم کیا مجکو پیش

لو سیوقت مین پھر بفضل خدا
بنا روپیہ پانچ کا میرے بل
سن و ماہ تھا وہ یکم جنوری
مین اس ماہ و سن مین مقرر ہوا
وہا کچھ دنون لین مین کھا کے بل
نہ تھی کام کی جو کہ مجکو تمیز
تعینات پہلے سے تھے وہ وہین
اونھون نے بہت مجھکو امداد دی
وہ پاتے تھے تنخواہ اوسوقت بیس
عنایت سے اُنکی ہوا جب مین طاق
ہوئے ہونگے اب دو یا تین سال
اگرچہ وہ اب ہین یہان پر نہین
اب اس ذکر کو اسجگہ چھوڑدون
کہ جب بندہ کمترین خیر خواہ
کہ والد نے آسپر خبر میری لی
کہ صاحب بہادر جو تھا اہل دل
جو چھ روپیہ ہو گئے پانچ سے
خوشی ہو کے پھر یان سے والد مرے
ہوا جا کے لبریز جام حیات
مین بس رہگیا اپنے سینہ کو کوٹ
نہین ہے مجھے اب یہہ تاب و توان

بزمرہ کلارک مقرر ہوا
ہوا درجہ سویم کا کانسٹبل
اٹھارہ سو ستر و نو عیسوی
ملی لین مین مجکو رہنے کی جا
سر رشتہ مین پھر وان سے آیا بدل
تو تھے ایک دفتر مین میرے عزیز
کہ تھا نام اونکا علا اور دین
ہر اک کام کی مجکو تعلیم کی
بمشہور مولانا نقشہ نویس
رہا خوب عرصہ تلک اتفاق
کہ یان سے بدل وہ گئے نینی تال
خدا شاد رکھے جہان ہون وہین
وہی ذکر اپنا قدیمی لکھون
سر رشتہ مین آکر رہا تین ماہ
سفارش مری آکے جناب سے کی
کیا درجہ دویم کا کانسٹبل ہا ہا
پڑا مین زمانہ کی پھر آنچ سے
مکان پر وہ تشریف کو لیگئے
گئے سوئے جنت وہ پھر دفعتاً
پڑا غم کا اک آسمان مجھ پہ ٹوٹ
کہ اوس رنج و غم کا کرون کچھ بیان

ہوئے فوت جب وقت وہ ذی صفات — تو پھر میرے پوچھی کسی نے نہ بات

ہوا دوسرا امر یہ بر محل — وہ صاحب بھی یان سے گئے پھر بدل

ہوا پھر تو قسمت کا یہ ایر پھیر — لیا مجکو افلاس نے آکے گھیر

اثاثہ کو والد کے پھر بیچکر — مین کرتا رہا کچھ دنون تک گذر

ہوا ختم سرمایہ جب وہ تمام — تو فاقہ کشی پھر ہوئی لا کلام

لگا لینے احباب سے جا کے قرض — بمنت سماجت کہی اپنی عرض

ملا قرض تو پیٹ اپنا بھرا — ملا گر نہ تو سنگ دل یہ د مرا

جو حد سے زیادہ ہوئے زیر بار — بجا لائے ہم شکر پروردگار

اسی طور مدت گئی اک گذر — ولیکن کسی نے نہ لی کچھ خبر

جو پاؤن کے نیچے سے نکلی زمین — ہوا پھر تو مین سخت اندوہگین

ہوا اس مین آکر نیا انتظام — ہوئے پانچ سے چھ کل خاص و عام

ہوا نظم جب ایسے آئین کا — مین پھر رکھیا درجۂ تین کا

تھے اس جا پہ دو مولوی صاحبان — وہ تھے انسپکٹر پولس کے یہان

کہ محب اللہ تھے ایک صاحب کا نام — طفیل اور احمد تھا ثانی کا نام

مدل انکی خدمت مین حاضر رہا — کہ نکلے ترقی کا کچھ سلسلہ

ہوا حال گو میرا ان پر عیان — کھلی پر نہ ان صاحبون کی زبان

اسی اثنا مین اک افسر ذی انام — کہ فیضان اللہ تھا اونکا نام

ہوئے آنکر شہر کے کوتوال — کیا اون سے مین نے بیان اپنا حال

مری عرض کی انسے یہ بات تھی — کہ والد سے میرے ملاقات تھی

یہ تھا تیز و طرار اون کا بیان — کہ لکنت نہ کرتی تھی مطلق زبان

بظاہر بہت میری دلجوئی کی — تسلی و تشفی بہت مجکو دی

یہ فرمایا پھر مجھ پہ ہو مہربان
مجھے ایکدن جا کے حسنا سے مل
زبانی دلاسا بہت سا دیا
رہی آخرش جی کی جی ہی مین بات
تھے اک انسپکٹر جو بندہ حسین
کہ ہم تجکو صاحب کے کر دینگے حضور
یونہین کہتے کہتے وہ بس چلدئے
ازان بعد آئے اک عالی جناب
بہ باطن حسن بود و ظاہر جوان
ہوئے وارد شہر از جونپور
جو تھے سپرنٹنڈنٹ والا مقام
یہ اونکے بڑے محرم راز تھے
جو چاہا انھون نے وہ حنا نے بھی
بہت مہتمم نکلے افسر ہوئے
نہ ہیڈی کو کچھ مجھ سے پوچھو گچھو
نہ تھا درجہ سات کا کچھ شمار
یہ سب کچھ ہوا پر یہ بندہ غریب
کئی بار گو مجھ سے وعدہ کیا
دینستے پیچھے پھر امثل پلہ لگا
وہ ہیڈی تو ہوتا رہا درکنار
بدل وہ بھی آخر گئے ایک ساتھ

کہ اب غم نکر آ گئے ہم یہان
کرا دینگے ہم ہیڈ کانسٹبل
ولیکن نہ ایفائے وعدہ کیا
بدل پھر گئے یان سے وہ ذی صفات
وہ کہتے رہے یونہین باشوشنین
ترقی کرادینگے تیری ضرور
رہا آرزو دل کی دل مین لئے
کہ خان بہادر تھا جن کا خطاب
علی جان گفتند خورد و کلان
ہوا اون سے بہتونکا افلاس دور
کہ تھا ایٹین بعد مسٹر کے نام
یہانتک کہ کل کاربرداز تھے
وہی کردیا انکی تھی جو خوشی
بہت لوگ سب انسپکٹر ہوئے
وہ ملتی تھی دن بھر مین ہو چار کو
کہ کتنونکو ٹبتا تھا لیل و نہار
رہا اونکے بھی وقت مین بے نصیب
کہ دینگے تجھے ابکے ہیڈی دلا
صد افسوس تو بھی نہ پلہ لگا
نہ مجھ سے ہوئے سات تک ایکبار
مین ملتا ہوا رہگیا اپنے ہاتھ

سوا ان کے خوشحال سنگہ کوتوال — ہو رونق فزا تھے بجاہ وجلال
بعہد اونکے یہ بندۂ کمترین — ہوا کوتوالی مین آ جاگزین
محرر کی انچارجی آ کے کی — نہ تقدیر سوتی ہوئی پر جگی
مرا دیکھ کر سر بسر حال زار — زبان سے اونھون نے کہا چند بار
ترقی تری ہم کرا دیوین گے — تجھے ہیڈ افسر بنا دیوین گے
ولیکن کسی دن نہ اتنا ہوا — کہ صاحب سے کہتے مرا ماجرا
محمد حسین اور عباس حسین — کہا واسطے اونکے باشور شین
کہ کہنے سے اونکے یہ بے غش وغل — ہوئے ایکدم ہیڈ کانسٹبل
قلم تھامنے کی نہ جنکو تمیز — بدولت ہوئے آپکے سب کچھ وچیز
غرض نام اب یا نہ کس کس کا لون — گئے وہ بھی مین رہگیا جون کا تون
کہون کیا کہ کتنے انسپکٹر ان — گئے اور آئے بہت وان وہان
قیاساً لکھون گرچہ اونکی شمار — تو شاید وہ زاید ہون از چہل چار
کیا سب نے گو وقر اور قاعدہ — نہ لیکن ہوا اور کچھ فایدہ
خبردار خامہ زبان بند کر — کسی پر نہ الزام تو اسکا دھر
زبان شکایت کسی کی نہ کھول — مقدر کو تو اپنے کانٹے مین تول
ملا جو کسی سے نہ تجھ کو صلہ — مقدر سے کر اپنے اسکا گلہ
روان کر اوسی جا سے پھر اپنا خنگ — کہ پھر کیا ہوا بعد خوشحال سنگہ
مین پھر توسن خامہ کو کر کے رام — لے آیا اوسی جا پہ دیگر لگام
کہ جب آگرہ شہر مین مہربان — جو گذرا مجھے سال اونیسوان
گئی میری تقدیر یکدم سے جاگ — کہ اک افسر آئے یہان از برگ
بعد شوکت وشان باداد دہر — ہوئے وارد اکبر آباد شہر

شجاع و جوانمرد نادر جری — مزین بانوار رخ سروری
شرافت نجابت کے یکتا گوہر — تبسم تکلم بہ ہر یک بشر
لیاقت صداقت مروت خصال — فصیح و بلیغ و شیرین مقال
تراشندۂ فرق جور و ستم — سحاب ترحم و ابر کرم
برارندۂ حاجت مستمند — تسلی دہ ہر دل دردمند
زبس قدردان مردم حق شناس — شناسندۂ ہر کس از قیاس
فلک مرتبت شہسوار اسپ خنگ — مسمی باسم است کلیان سنگ
وہ رائے بہادر ہین عالی جناب — ملا قیصر ہند سے یہ خطاب
یہ سوجہو جسوقت تجھے درپاگ — گئے بدچلن شہر کو چھوڑ بھاگ
بصحت سنایہ گیا ماجرا — ریاست کا ڈنڈا وہان تھا ملا
جو تھے راہزن اور عیار تکران — لئے آپ نے باندھ سارے وہان
پکڑ کر گئے یکدم سے کل بدگوہر — عدالت کو چلتے گئے باندھ کر
گئے جب عدالت مین وہ پرفتن — سزایاب جملہ ہوئے راہزن
ہوا حکم حاکم یہ نافذ بفور — بجلبس دوامی و دریائے شور
ہوئے اسطرح سرکشان جبکہ صاف — پڑا زلزلہ قاف سے تا بقاف
سندہا پھر تو یہ رعب زیر فلک — کہ پہونچی خبر اسکی ملکہ تلک
ہوئین شاد ملکہ یہ سن بیحساب — ملا اب یہ رائے بہادر خطاب
اب اس جا پہ مسکن کا دونام اکھل — علی گڈھ بھی کہتے ہین اور بعض کول
غرض آپ جسوقت آئے یہان — کچہری مین مجکو ملے ناگہان
ہوئے یکبیک مجھ سے پرسان حال — کہا مین نے قصہ تمام و کمال
اوسیوقت یہ صاحب حق شناس — گئے سپرنٹنڈنٹ صاحب کے پاس

بیان میرا اسارا کیا ما جرا
مین خوش ہو کے اوسوقت باصد سرور
ہو جو دگی میرے اوسوقت بھی
کہ صاحب نے ہو کر سکے کچھ رحم دل
بفضل خدا یون ہوئے چھ سے سات
پڑا اسمین آکر کے جو قحط سال
کہ دو دو گئے روز یونہین گذر
اونھین دنمین خالق نے کچھ رحم کھا
جو تھے کوتوالی مین یہ ذی حشم
ہوئی مقتضی آپکی پھر یہ راے
گئے اسمین جب چھ مہینے گذر
بکمر کہا جا کے صاحب سے حال
کرون مختصر اب کہ یہ مضمحل
پڑا تھا جو مدت سے یاد نمین کاٹھ
ازان بعد آئے جو ایام سعد
کہ صاحب کو میرا جتا سوز دل
ہوئے آٹھ مبلغ سے اب پھر دس
ہوئی ابتو تسکین بجھی دلکی آگ
مین دراصل تھا ایک ناچیز خس
نہ تھا مجھ کو ایسا کوئی سوجھتا
دلائے مجھے آپ نے جبکہ دس

کہ صاحب نے مجکو طلب پھر کیا
ہوا جا کے صاحب گیے فوراً حضور
سفارش بہت میری صاحب سے کی
کیا درجہ دوئم کا کانسٹبل...
کٹی پھر تو یکچند کلفت کی رات
ہوا پھر تو تبدیل بہت میرا حال
نہ نان جوین تک بھی آئی نظر
بدل کو توالی مین مجکو دیا
لیا مجکو خدمت مین با صد کرم
کیا میرے تفویض لکھنا سرا سے
تو اکدن مرا دیکھ حال بتر
کیا میری خاطر بہت قیل و قال
بنا درجہ اول کا کانسٹبل
وہ نکلا ہوئے سات سے جبکہ آٹھ
تو پھر لی خبر میری چھ ماہ بعد
کرایا مجھے ہیڈ کانسٹبل
ادا شکر اونکا کرون ہر نفس
جو تھے فقر بنیان وہ گئی گھر سے کھا ب
نہ لائق تھا اسکے کہ ہوتے جو دس
مری حالت زار جو بوجھتا +
کراے تھے آس روز اونس کس

نہ اک حجبہ تنہا رعایت ہوئی
کہ انمین کسی پر عنایت ہوئی

اوٹھا ہاتھ اب دل سے دونون یہ دعا
خدایا تو رکھ فضل اون پر سدا

جہان مین رہین وہ باامن و امان
رہین شادمان سب ملکسر ہی جہان

سدا اونکے حاسد رہین چشم کور
رہین سارے دشمن ہم آغوش گور

رہے جب تلک آب گنگ و جمن
وہ قایم رہین مسرور انجمن

مٹا دیوے یہ بھی خدا دل کا داغ
کہ روشن کرے اونکے گھر کا چراغ

کہ یعنے وہ اولاد سے شاد ہون
زمانہ کی کلفت سے آزاد ہون

نہ پہنچے کبھی رنج زیر سپہر
جہان جب تلک ہے رہین مثل مہر

مرے بال بچہ بھی ہو شادکام
کرین وہ دعا حق سے یہ صبح و شام

کہ اے خالق قادر ذوالجلال
رہین خوش جہان سید اکو توال

خدا اونکو رکھے سدا چاق و چست
وہ باآبرو اور رہین تندرست

عزیزان و خویشان اور اقربا
وہما جملہ کرتے ہین صبح و مسا

کہ یارب جہان مین بجاہ و جلال
رہین دائما وہ خجستہ خصال

حسن عبداللہ یک بندۂ مضمحل
چو شد از کرم ہیڈ کانسٹبل

شود این تمناے بندہ حصول
بسازید این شکریہ را قبول

نوشتم چو این را بخون جگر
کہ این نذر ماند بہ پیش نظر

ہمین چشم دارم ز والا مقام
بہ باب اجابت رسد این کلام

بالخیر

جسوقت کہ یہ کتاب جملہ مرتب ہوگئی اوسوقت مصنف نے سند اروبروی پنڈت
صاحبان مندرجہ ذیل کے خدمت مین اس غرض سے پیش کی کہ کوئی صاحب
اس ذکر کی صداقت سے منکر نہ ہووین اور مستند اور صحیح حالات مطابق
شاستر کے تصور کرین کہ تحریر پنڈت صاحبان بجلسہ ذیل مین درج ہین۔

सार्टीफ़िकट पंडितों के

इस किताब को प्रारंभ से समाप्त तक मैं ने सुना कोई भी शब्द नहीं पाया गया जो तर्क के योग्य हो और कोई धर्म से भी अंतर नहीं हैं मेरी समझ में दुरुस्त है ज़ियादा शुभम्

हस्ताक्षर

पं. सोहनलाल शर्म्मा

इस किताब को अव्वल से आख़िर तक मैं ने सुना शायरी उम्दा है और किसी से विरोध नहीं. यह किताब सही और हाल सही शास्त्र के मुताबिक़ है.

दस्तख़त

पं. गोवर्द्धन शर्म्मा

मेरी सम्मति में पुस्तक बड़ी उत्तम बनी है धर्म्म के विरुद्ध नहीं है. काम बड़े परिश्रम का है मुझ को पूर्ण आशा है कि इस पुस्तक का देश देशान्तरों में ख़ूब प्रचार होगा.

दस्तख़त

रामेश्वर भट्ट हेड पंडित आगरा
कालेज

इस किताब का उल्था मैं ने दिया है शायरी उत्तम और हाल सब ठीक २ दरज है वास्तव में बहुत परिश्रम किया गया मैं अत्यन्त इसको सुनकर प्रसन्न हुआ आशा है कि सब महाशय प्रसन्न होंगे.

द० पंडित टीका राम
रमल शास्त्री मोती कटरा आगरा

हम ने इस किताब को सुना सब हाल सच्चा और ठीक पाया है किसी मज़हब से बाहर भी नहीं शास्त्र के मुताबिक़ है.

द० रामू पांडे.